ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۳/اپریل ۱۹۹۸ء شمارہ ۱۴

۵/ذی الحجہ ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۳/شہادت ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اس راہ بیعت کو جو تم نے قبول کی ہے سب پر مقدم کرو کیونکہ اس کی بابت تم پوچھے جاؤ گے

بیعت کے بعد ایک شخص نے اپنے گاؤں میں کثرت طاعون کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی۔ فرمایا:

"میں تو ہمیشہ دعا کرتا ہوں مگر تم لوگوں کو بھی چاہئے کہ ہمیشہ دعا میں لگے رہو، نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو۔ جب یہ حالت ہو گی تو اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کے باعث سے دوسروں کی بھی حفاظت کرے گا۔ کوئی بلا اور دکھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوا نہیں آتا اور وہ اس وقت آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جاوے۔ ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے۔ جو لوگ خاص ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرتا ہے اور آپ اُن کی حفاظت فرماتا ہے۔ مَن كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔ بہت سے لوگ ہیں جو زبان سے لاَ الٰهَ اِلاَّ اللّٰه کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے اسلام اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے لئے دکھ نہیں اٹھاتے۔ کوئی دکھ نہیں اٹھاتے، کوئی دکھ یا تکلیف یا مقدمہ آجاوے تو فوراً خدا کو چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اس کی نافرمانی کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتا ہو اور ہر حال میں خدا کے ساتھ ہو، اور دُکھ اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اُس سے دُکھ اٹھا لیتا ہے اور دو مصیبتیں اس پر جمع نہیں کرتا۔ دُکھ کا علاج دُکھ ہی ہے اور مومن پر دو بلائیں جمع نہیں کی جاتیں۔

ایک دکھ ہے جو انسان خدا کے لئے اپنے نفس پر قبول کرتا ہے اور ایک وہ بلائے ناگہانی۔ اس بلاء سے خدا بچا لیتا ہے۔ پس یہ دن ایسے ہیں کہ بہت توبہ کرو۔ اگرچہ ہر شخص کو وحی یا الہام نہ ہو مگر دل گواہی دے دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے ہلاک نہ کرے گا۔ دنیا میں دو دوستوں کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دوست دوسرے دوست کا مرتبہ شناخت کر لیتا ہے کیونکہ جیسا وہ اس کے ساتھ ہے ایسا ہی وہ بھی اس کے ساتھ ہو گا۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ محبت کے عوض محبت اور دغا کے عوض دغا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ میں اگر کوئی حصہ کھوٹ کا ہو گا تو اسی قدر ادھر سے بھی ہو گا مگر جو اپنا دل خدا سے صاف رکھے اور دیکھے کہ کوئی فرق خدا سے نہیں ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے کوئی فرق نہ رکھے گا۔ انسان کا اپنا دل اس کے لئے آئینہ ہے وہ اس میں سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ پس سچا طریق دکھ سے بچنے کا یہی ہے کہ سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور وفاداری اور اخلاص کا تعلق دکھاؤ اور اس راہ بیعت کو جو تم نے قبول کی ہے سب پر مقدم کرو کیونکہ اس کی بابت تم پوچھے جاؤ گے۔ جب اس قدر اخلاص تم کو میسر آجاوے تو ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ضائع کر دے۔ ایسا شخص سارے گھر کو بچا لے گا۔ اصل یہی ہے کہ اس کو مت بھولو۔ نری زبان میں برکت نہیں ہوتی کہ بہت سی باتیں کر لیں۔ اصل برکت دل میں ہوتی ہے اور وہی برکت کی جڑ ہے۔ زبان سے تو کروڑہا مسلمان کہلاتے ہیں۔ جن لوگوں کے دل خدا کے ساتھ مستحکم ہیں اور وہ اس کی طرف وفا سے آتے ہیں خدا بھی ان کی طرف وفا سے آتا ہے۔

میں اگر کسی کے لئے دعا کروں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ صاف نہیں، وہ اس سے سچا تعلق نہیں رکھتا تو میری دعا اس کو کیا فائدہ دے گی؟ لیکن اگر وہ صاف دل ہے اور دل میں کوئی کھوٹ نہیں رکھتا تو میری دعا اس کے لئے نورٌ علیٰ نور ہو گی۔

(ملفوظات جلد سوم، طبع جدید صفحہ ۶۳،۶۴)

نیکی میں ترقی کرنی چاہئے۔ جو شخص نیکی کی جانب چاہے تھوڑی رفتار سے چل رہا ہو اسے ضرور غیب سے مدد ملتی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۰/مارچ ۱۹۹۸ء)

لندن (۲۰/مارچ): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الانشقاق کی آیات ۷ تا ۹ ﴿يَآ اَيُّهَا الاِنسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدحاً فَمُلاقِيه......... الخ﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات میں بتلایا گیا ہے کہ انسان اپنے رب کی طرف بہت مشقت کے ساتھ زور لگا کر جانے والا ہے اور پھر اس سے ملنے والا ہے اور وہ شخص جسے اس کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں دی جائے گی اس کا آسان حساب کیا جائے گا۔ حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النباء کی آیات اور اسی طرح سورۃ الغاشیہ کی آخری آیات کے حوالہ سے بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ کوئی بھی

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۱۴/مارچ ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور کی بچوں کے ساتھ ملاقات کا دن تھا۔ حضور انور نے فرمایا کہ نئے پروگرام کے تحت پچھلی دفعہ میں نے مشاہدہ کیا تھا کہ بعض بچے بہت چھوٹے ہونے کی وجہ سے بات سمجھ نہیں سکتے اور اِدھر اُدھر دیکھتے رہتے ہیں اس لئے ان کا آنا بند کر دیا جائے لیکن پھر مجھے ان بچوں کی اس کلاس سے محبت کا خیال آیا تو میں نے سوچا کہ آہستہ آہستہ سمجھنے لگیں گے اور ان کی تربیت بھی ہو گی اس لئے میں نے یہ فیصلہ بدل دیا ہے۔ پروگرام تلاوت و نظم اور حدیث اور ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا۔ حضور انور کی ایک تازہ نظم ترنم سے سنائی گئی لیکن اس کا ترجمہ حضور انور کو کچھ زیادہ پسند نہ آیا اور فرمایا کہ میں خود اس کا ترجمہ کروں گا۔ ایک اور نظم کے بعد "ایم ٹی اے اور احمدی بچے" کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا گیا اور آئس کریم کی تقسیم کے بعد پروگرام اختتام کو پہنچا۔

اتوار، ۱۵/مارچ ۱۹۹۸ء: حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام ایم ٹی اے پر نشر نہ ہو سکا۔

سوموار، ۱۶/مارچ ۱۹۹۸ء: آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۰۹، جو ۲۶/ستمبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی نشر مکرر کے طور پر ٹرانسمٹ کی گئی۔

منگل، ۱۷/مارچ ۱۹۹۸ء: آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۳۵ ریکارڈ ہوئی اور براڈکاسٹ بھی کی گئی۔ آغاز سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۱۸۱ سے ہوا۔ رب العزۃ کی تشریح فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس میں یہ پیغام ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شان و عزت صرف آخرت میں ہی نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی آپ کی شان و عظمت نظر آنے لگ جائے گی۔ آیت نمبر ۱۸۲ میں تمام انبیاء کے پیغام کی سلامتی کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ سورہ صٓ میں حرف مقطع صٓ کے متعلق حضور انور نے مختلف علماء کی مختلف آراء کا عمومی تذکرہ فرمایا۔ یہاں خدا تعالیٰ ذکر سے پُر قرآن کی قسم کھاتا ہے۔ ذکر سے مراد خدا کا کلام اور بڑی بڑی قومیں اور نصیحت کی باتیں ہیں۔ آیت نمبر ۵ میں ایسے گئے گزرے اور گندے لوگوں کا ذکر ہے کہ وہ متعجب تھے کہ کیا ان میں سے بھی کوئی شخص مقام نبوت پا سکتا ہے۔ یعنی بظاہر یہ ہم میں سے ہے لیکن اس کی باتیں اثر کرنے والی اور دل موہ لینے والی ہیں۔ حضور انور نے بات سمجھانے کے لئے فرمایا کہ یہ مولوی جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ گزشتہ انبیاء کا قیمہ کر کے ایک مرکب بنا دیا ہے لیکن لوگوں کو گمراہ کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے یہ ہتھکنڈا استعمال کرتے ہیں اور ثبوت یہ ہے کہ پاکستان سے بچوں کے خطوط ملتے ہیں کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارا مسیح عجیب ہے کہ سب نبیوں کو ایک بنا دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ ان کی حماقت نہیں بلکہ سوچی سمجھی شرارت ہے۔

آیت نمبر ۹ میں فرمایا کہ ان کا بنیادی شک ذکر کے متعلق ہے۔ اور جب انہیں عذاب کے جھٹکے لگیں گے تو پھر سمجھنے کا سوال نہیں رہے گا۔ آیت نمبر ۱۱ میں تمام زمانوں کے کفار کے لئے چیلنج ہے۔ اب تک جو سائنسی دریافت ہے وہ اس آیت کے مطابق ہے۔ کسی دوسرے کی مالکیت یا خالقیت کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ آیت نمبر ۱۲ کے تعلق میں حضور انور نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر سے جنگ احزاب کی پیشگوئی جو سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۲۴ اور سورۃ قمر کی آیت نمبر ۴۶ میں ہے بیان فرمائیں کہ گزشتہ زمانوں میں بھی احزاب بھاگتے رہے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی ہوا اور یہی یعنی اسی طرح کے احزاب ہیں جو اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اور ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہو گا۔

آیت نمبر ۱۸ میں حضرت داؤد کے حوالے سے پیشگوئیاں ہیں یعنی داؤد کی طرح صبر سے کام لے۔ جبال سے مراد بڑی بڑی قومیں ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے ساتھ بڑی بڑی قومیں مل کر صبح و شام خدا کی تسبیح کریں گی اور آسمان ہدایت پر بلند پرواز روحانی ساتھی تسبیح و تقدیس باری تعالیٰ میں منہمک رہیں گے۔

آیات نمبر ۲۲ تا ۲۶ کا کشفی نظارہ تھا جو حضرت داؤدؑ نے دیکھا اور خدا کے پیغام کو سمجھا۔ آیت نمبر ۲۷ میں خدا تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ اب ہم تجھے تمام کائنات کا خلیفہ بناتے ہیں۔ اور اس آیت میں ایک عمومی تعلیم ہے کہ نبی تب تک منصب

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

حقیقی عالمی وحدت کا قیام

رحمۃ للعالمینؐ کے عالمی پیغام پر عمل کے ذریعہ ہی ممکن ہے

یہ حج کے مبارک ایام ہیں اور دنیا بھر میں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے کروڑہا بندگان خدا میں سے بہت سے خوش نصیب ان ایام میں حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہو رہے ہیں اور بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اور حجر اسود کے بوسہ اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت اور مناسک حج کی ادائیگی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش اور رحمت اور فضل کے طالب ہیں۔ ارض حرم میں حج کے موقعہ پر اکٹھے ہونے والوں میں مشرقی بھی ہیں اور مغربی بھی۔ شمال کے رہنے والے بھی ہیں اور جنوب کے رہنے والے بھی۔ گورے بھی ہیں اور کالے بھی اور زرد رنگ کے لوگ بھی اور گندم گوں بھی۔ ان میں امیر بھی ہیں اور غریب بھی، مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی، غرضیکہ حج کا یہ موقع عالمی وحدت کا ایک عجیب منظر پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس گھر کو "مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَ اَمْنًا" قرار دیا ہے۔ یعنی تمام بنی نوع انسان کے بار بار یہاں جمع ہونے کا مقام اور امن کی جگہ۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ اسی مکہ معظمہ سے اس عظیم المرتبت نبی کا ظہور ہوا جسے خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور اسے رحمۃ للعالمین قرار دیا۔ یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ۔ آپ سے پہلے جتنے بھی انبیاء مبعوث ہوئے وہ ایک محدود قوم، محدود علاقہ اور محدود زمانے کے لئے تھے۔ مگر بلا تفریق رنگ و نسل قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کے لئے خدا کا کامل اور عالمی پیغام لے کر آنے والے صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں اور آپ کا ظہور اس ارض حرم سے ہوا۔ چنانچہ جو تعلیم آپ نے پیش فرمائی یعنی قرآن کریم وہ بھی "ھدیً للناس" تمام انسانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ قرار دی گئی۔ اور یہی وہ تعلیم ہے جو تمام نسلی امتیازات اور تعصبات کو ختم کر کے نوع انسان کو وحدت کی لڑی میں پرو کر انہیں حقیقی امن مہیا کر سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"کون شخص اس سے انکار کر سکتا ہے کہ ابتدائے زمانہ کے بعد دنیا پر بڑے بڑے انقلاب آئے۔ پہلے زمانہ کے لوگ تھوڑے تھے اور زمین کے چھوٹے سے قطعہ پر آباد تھے اور پھر وہ زمین کے دور دور کناروں تک پھیل گئے اور زبانیں بھی مختلف ہو گئیں اور اس قدر آبادی بڑھی کہ ایک ملک دوسرے ملک سے ایک علیحدہ دنیا کی طرح ہو گیا تو ایسی صورت میں کیا ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک ملک کے لئے الگ الگ نبی اور رسول بھیجتا اور کسی ایک کتاب پر کفایت نہ رکھتا۔ ہاں جب دنیا نے پھر اتحاد اور اجتماع کے لئے پلٹا کھایا اور ایک ملک کے دوسرے ملک سے ملاقات کرنے کے لئے سامان پیدا ہو گئے اور باہمی تعارف کے لئے انواع واقسام کے ذرائع اور وسائل نکل آئے تب وہ وقت آگیا کہ قومی تفرقہ درمیان سے اٹھا دیا جائے اور ایک کتاب کے ماتحت سب کو کیا جائے تب خدا نے سب دنیا کے لئے ایک ہی نبی بھیجا تا وہ سب قوموں کو ایک ہی مذہب پر جمع کرے اور تا وہ جیسا کہ ابتدا میں ایک قوم تھی آخر میں بھی ایک قوم ہی بنا دے۔

.... جیسا کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں وحدت ہے ایسا ہی وہ نوع انسان میں بھی جو ہمیشہ کی بندگی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں وحدت کو ہی چاہتا ہے اور درمیانی تفرقہ قوموں کا جو بباعث کثرتِ نسلِ انسان نوع انسان میں پیدا ہوا وہ بھی دراصل کامل وحدت پیدا کرنے کے لئے ایک تمہید تھی کیونکہ خدا نے یہی چاہا کہ پہلے نوع انسان میں وحدت کے مختلف حصے قائم کر کے پھر ایک کامل وحدت کے دائرہ کے اندر سب کو لے آوے۔ سو خدا نے قوموں کے جدا جدا گروہ مقرر کئے اور ہر ایک قوم میں ایک وحدت پیدا کی اور اس میں یہ حکمت تھی کہ تا قوموں کے تعارف میں سہولت اور آسانی پیدا ہو اور ان کے باہمی تعلقات پیدا ہونے میں کچھ دقت نہ ہو اور پھر جب قوموں کے چھوٹے چھوٹے حصوں میں تعارف پیدا ہو گیا تو پھر خدا نے چاہا کہ سب قوموں کو ایک قوم بنا دے ....۔ اس تدریجی وحدت کی مثال ایسی ہے جیسے خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہر ایک محلہ کے لوگ اپنی اپنی محلہ کی مسجدوں میں پانچ وقت جمع ہوں اور پھر حکم دیا کہ تمام شہر کے لوگ ساتویں دن شہر کی جامع مسجد میں جمع ہوں یعنی ایسی وسیع مسجد میں جس میں سب کی گنجائش ہو سکے اور پھر حکم دیا کہ سال کے بعد عید گاہ میں تمام شہر کے لوگ اور نیز گرد و نواح دیہات کے لوگ ایک جگہ جمع ہوں اور پھر حکم دیا کہ عمر بھر میں ایک دفعہ تمام دنیا ایک جگہ جمع ہو یعنی مکہ معظمہ میں۔ سو جیسے خدا نے آہستہ آہستہ امت کے اجتماع کو حج کے موقعہ پر کمال تک پہنچایا۔ اول چھوٹے چھوٹے موقعے اجتماع کے مقرر کئے اور بعد میں تمام دنیا کو ایک جگہ جمع ہونے کا موقع دیا۔ سو یہی سنت اللہ الہامی کتابوں میں ہے اور اس میں خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ نوع انسان کی وحدت کا دائرہ کمال تک پہنچا دے۔ اول تھوڑے تھوڑے ملکوں کے حصوں میں وحدت پیدا کرے اور پھر آخر میں حج کے اجتماع کی طرح سب کو ایک جگہ جمع کر دیوے جیسا کہ اس کا وعدہ قرآن شریف میں ہے۔ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنَا ھُمْ جَمْعًا یعنی آخری زمانہ میں خدا اپنی آواز سے تمام سعید لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کر دیگا جیسا کہ وہ ابتدا میں ایک مذہب پر جمع تھے تا کہ اول اور آخر میں مناسبت پیدا ہو جائے"۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۴۴۔۱۳۶)

پس حج بیت اللہ کے موقع پر دنیا بھر سے آنے والے افراد کا یہ عظیم اجتماع ہمیں اس گھر کی تعمیر کا وہ مقصد بھی یاد دلاتا ہے کہ تمام قوموں کو وحدت پر قائم کیا جائے۔ اور یہ وحدت عالمی رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ آپ کی پیش کردہ عالمی تعلیم پر عمل کے نتیجہ میں ہی ممکن ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ اس زمانہ میں تمام قوموں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کا کام خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے عظیم روحانی فرزند، آپ کے مہدی و مسیح کے ذریعہ مقدر کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتایا تھا کہ "ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی"۔ ہاں اسلام اور احمدیت کے اس چشمہ رواں سے جو "یک قطرہ ز بحر کمال محمد" ہے۔ چنانچہ اس عالمی وحدت کے قیام کا سلسلہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے ذریعہ بتدریج وسعت پذیر ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر ممکن تدبیر اور دعاؤں کے ساتھ اس مقدس جہاد میں مصروف رہیں تا آنکہ ساری دنیا خدائے واحد یگانہ پر ایمان لا کر توحید کے پرچم تلے اکٹھی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس پہلو سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ ☆☆☆

مسافر راہ نیاز

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات پر

دے گیا قدسی ہمیں آخر جدائی کا وہ داغ
ایک پاکیزہ گھرانے کا حسیں چشم و چراغ

تھا ہمالہ حوصلہ۔ فولاد کے اعصاب تھے
وہ یقیناً جرأت و ہمت کی آب وتاب تھے

فیصلہ بروقت کرنے کی بہت قوت تھی پاس
ڈگمگا سکتا نہ تھا ان کو کوئی خوف و ہراس

خدمت دیں کا عجب رکھتا تھا وہ شوقِ کمال
منتظم ایسا کہ سارے لوگ دیں اس کی مثال

سلسلہ کا وہ فدائی تھا الگ انداز کا
خدمت دیں اس نے کی پوری توانائی کے ساتھ

وہ سخاوت جو ہے طرہ خاندان پاک کا
اس سخاوت کی وہ جیتی جاگتی تصویر تھا

تھا خلافت کے لئے غیرت کا وہ کوہ گراں
انکساری کا، اطاعت کا وہ بحر بیکراں

(عبدالکریم قدسی)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

انسان ایسا نہیں جو حساب سے خالی جائے گا۔ حدیث نبوی میں جن کی بے حساب بخشش کا ذکر ہے اس کا مطلب ہے کہ ان کے حساب پر صرف سرسری نظر ڈالی جائے گی اور ان معنوں میں بے حساب جائے گا کہ کوئی چھان بین نہیں ہوگی۔ دائیں ہاتھ میں کتاب دینے کا مطلب ہے کہ کتاب اسے دیتے ہوئے اس پر ظاہر کر دیا جائے گا کہ وہ جنتی ہے اور اسے عزت دی جائے گی۔ اور جن کے لئے ذلت مقدر ہے انہیں ان کے بائیں ہاتھ میں کتاب تھمائی جائے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک حدیث نبوی بھی پیش فرمائی جس میں ذکر ہے کہ جس کے محاسبہ میں سختی کی گئی وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اسی طرح مسند احمد بن حنبل میں حضرت عائشہؓ سے مروی ایک حدیث ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دوران نماز یہ دعا کرتے سنا کہ "اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِی حِسَاباً یَسِیراً۔ اے میرے اللہ! مجھ سے حساب آسان فرمادے۔ جب حضور اکرمؐ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ حِسَاباً یَسِیراً سے کیا مراد ہے؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس کا اعمال نامہ سرسری نظر سے دیکھا گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا اس انکساری کی وجہ سے کیا کرتے تھے جو آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ آپؐ جانتے تھے کہ آپ بھی فضل الٰہی کے بغیر بخشے نہیں جا سکتے۔ اپنے اعمال پر ذرہ بھر بھی آپ کی فخر کی نگاہ نہیں تھی کیونکہ جانتے تھے کہ یہ توفیق بھی اللہ ہی نے دی ہے۔ تو انکساری اور شکر کے امتزاج نے آپؐ سے یہ دعا کروائی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف ارشادات پیش کرتے ہوئے جماعت سے آپ کی بلند توقعات کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ بعض افراد کے بُرے نمونے کا اثر حضرت مسیح موعود پر پڑتا ہے تو جہاں تک تربیت اور سمجھانے کا تعلق ہے انہیں اس کا موقع دیا جاتا ہے۔ جن لوگوں کے متعلق یقین ہے کہ نیکی کی کوشش کر رہے ہیں اور اصلاح کی طرف مائل ہیں ہر گز مجھے اجازت نہیں ہے کہ انہیں جماعت سے باہر کروں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف ارشاداتِ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ گناہ اور نیکی کے فرق کو واضح کرتے ہوئے ہمیشہ نیکی میں ترقی کرنے اور آگے قدم بڑھانے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ نیکی میں ترقی کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جو شخص نیکی کی جانب چاہے تھوڑی رفتار سے چل رہا ہو اسے ضرور غیب سے مدد ملتی ہے۔ جو ٹھہر جائے گا اس میں بدبو پیدا ہو گی اور کیچڑ کی طرح ہو کر اور بدبودار ہوتا چلا جائے گا۔

☾☾☾.....☾☾☾

(واقفین نو بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات)

"واقفین (نو) بچے ایسے ہونے چاہئیں جو غریب کی تکلیف سے غنی نہ بنیں لیکن امیر کی امارت سے غنی ہو جائیں"۔

"بچپن سے ہی ان واقفین (نو) بچوں کو جنرل نالج بڑھانے کی طرف متوجہ کرنا چاہئے"۔

"ضروری ہے کہ ایسے بچوں (یعنی واقفین نو) کو اپنے تدریسی مطالعہ کے علاوہ مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے"۔

"بُرے مزاح کے خلاف (واقفین نو) بچوں کے دل میں بچپن سے ہی نفرت اور کراہت پیدا کریں"۔

"دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان (واقفین نو) بچوں کو پہنچانا ضروری ہے"۔

اک مرد باوفا

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

(حافظ مظفر احمد۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد، دعوت الی اللہ)

ہر چند کہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سے شرف نیاز حاصل کرنے والے سعادت مندوں کی صف میں ہم بہت بعد میں شامل ہوئے مگر پھر بھی حضرت میاں صاحب کے جلو میں موجود دیگر خدام کی طرح آپ کی شفقتوں اور احسانات کے مورد ضرور رہے۔ بلاشبہ آپ اللہ کے نشانوں میں سے ایک نشان تھے اس لئے آپ کا ذکر خیر بھی موجب برکت و سعادت ہے۔ اور یوں بھی آپ ایک مرد باوفا تھے۔ آپ کے ساتھ وفا کا ایک ادنیٰ تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ کی خوبصورت یادیں زندہ رکھی جائیں اور تازہ بھی کی جائیں تاکہ آپ کے لئے دعا کی تحریک ہو اور ہم نسلاً بعد نسل اپنے بزرگ اسلاف کے پاکیزہ اخلاق اور شاندار اقدار کے امین بنتے چلے جائیں کہ یہی ہمارا دینی ورثہ اور قومی اثاثہ ہے۔

آپ کے حسنِ وفا کا اندازہ اس چھوٹے سے واقعہ سے خوب ہوتا ہے جو آپ نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ قادیان میں بچپن کے زمانہ میں سب سے پہلے جس بزرگ نے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ پہلے دایاں جوتا پہننا چاہئے اور بایاں جوتا پہلے اتارنا چاہئے آج بھی جوتا پہنتے ہوئے اس بزرگ کے لئے دعا کرتا ہوں ۸۵ سال بعد بھی ایک چھوٹی سی نیکی کو یاد رکھ کر اپنے محسن کے لئے دعا کرنا جہاں آپ کی گہری وفا کو ظاہر کرتا ہے وہاں آپ کے حافظہ کی بھی داد دینی پڑتی ہے۔ حافظے کی یہ غیر معمولی استعداد آخر عمر تک رہی۔ خاص طور پر اعداد و شمار اور حسابی چیزیں آپ خوب یاد رکھتے تھے۔ اس لحاظ سے انجمن کے بجٹ آمد و خرچ خزانہ اور دیگر اہم مدات کے اعداد و شمار اکثر برنوک زبان ہوتے تھے۔ خود فرماتے تھے کہ جو اعداد و شمار ایک دفعہ میرے سامنے سے گزر جائیں پھر بھولتے نہیں۔ اسی طرح لوگوں کی شکلیں خوب یاد رہتی ہیں مگر نام بھول جاتا ہے۔ خاکسار خیال کرتا ہے کہ یہ آپ کے حافظے کی کمزوری نہ تھی بلکہ آپ ایسے بے نفس اور بے طمع تھے کہ کسی کا نام یاد رکھنے کے لئے دماغ پر زور ہی نہیں دیتے ہونگے اور ضرورت کی جس بات پر زور دیتے تھے اسے یاد رکھنے کا خوب ملکہ تھا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب نے قادیان کے نہایت پاکیزہ ماحول میں آنکھیں کھولیں، حضرت اماں جان کی تربیت اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میسر آئی جس کی گہری چھاپ آپ کے کردار و سیرت میں جھلکتی تھی۔

حضرت میاں صاحب نہایت بے نفس اور منکسر المزاج انسان تھے۔ بہت کم گو تھے۔ آپ اس دنیا میں آئے اور ایک خاموش درویشانہ اور بے ریاء مگر بامقصد زندگی گزار کر چلے گئے۔ کبھی نام و نمود کی خواہش نہیں ہوئی۔ مجھے یاد ہے بطور صدر خدام الاحمدیہ جب بھی آپ کو بحیثیت امیر مقامی مجلس کی کسی تقریب میں بطور مہمان خصوصی شرکت کے لئے عرض کیا تو اپنی اسی طبیعت اور مزاج کے باعث اکثر معذرت فرمادیتے اور اگر کبھی اصرار کرنے پر ازراہ شفقت درخواست قبول فرما ہی لیتے تو یہ وعدہ ضرور لیتے کہ تقریر نہیں کروں گا البتہ جہاں اپنے امام کا حکم ہو تا وہاں تقریر بھی فرماتے مگر اسی طبعی حجاب کے ساتھ۔ چنانچہ جماعت کی سالانہ شوریٰ کے موقعہ پر آپ کے مختصر خطاب خوب یاد ہیں۔ اب خیال آتا ہے کہ وہ باتوں کے نہیں کام کے دھنی تھے۔ عمل پیہم اور جہد مسلسل کے قائل تھے۔ طبعاً مشقت پسند تھے اور ذاتی طور پر محنت کے عادی تھے۔ قادیان کے زمانے میں اپنے مختلف النوع کے کارخانوں سے منسلک رہے شاید اسی لئے تکنیکی کاموں سے خاص شغف تھا اور آخر وقت تک صحت کی حالت میں اپنے تکنیکی آلات میں کچھ وقت گزارتے تھے اور چھوٹی موٹی خرابیاں خود درست فرما لیتے تھے۔ احمدی نوجوانوں کے لئے بھی یہی پسند فرماتے تھے کہ محنتی اور جفاکش ہوں۔ ایک دفعہ ذکر فرمایا کہ "موجودہ دور میں تو بالعموم نوجوانوں کی عادتیں بگڑ رہی ہیں اور انہیں محنت اور قناعت کی عادت نہیں رہی۔ میں نے تو اپنے بچوں کو ہائی سکول کے زمانے تک عمداً بائیسکل اس لئے خرید کر نہیں دی تھی تاکہ جفاکشی کی عادت قائم رہے"۔

محنت و مشقت کی یہ تربیت دراصل آپ نے خدام الاحمدیہ کے زمانے سے حاصل کی تھی۔ خود بیان فرماتے تھے کہ قادیان کے زمانے میں ہم نے خدام الاحمدیہ کی تنظیم اور نظام کی عظمت و وقار قائم کرنے کے لئے عزت نفس کی بھی قربانی دی ہے۔ چنانچہ اس وقت کے صدر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی قیادت میں ہم افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور خاص رضاکارانہ طور پر بعض سزائیں از خود قبول کرتے تھے مثلاً بوجھ اٹھا کر چلنے کی سزا وغیرہ اور مقصد یہ ہوتا تھا کہ تنظیم کا ایک رعب اور احترام قائم ہو اور عام نوجوانوں میں بھی اطاعت کی روح پیدا ہو۔ فرماتے تھے کہ میں نے خود بعض دفعہ رضاکارانہ طور پر بوجھ اٹھا کر چلنے کی سزا قبول کی ہے۔

حضرت میاں صاحب کے اس مزاج اور طبیعت کا اندازہ آپ کے ساتھ پہلی ملاقات میں ہی خوب ہو گیا تھا۔ یہ غالباً دسمبر ۱۹۷۶ء کی بات ہے خاکسار جامعہ احمدیہ کے درجہ خامسہ میں طالب علم تھا اور جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی کے سلسلے میں بیرونی مہمانوں کی خدمت پر متعین تھا۔ جلسہ سالانہ کے بعد بیرونی مہمانوں کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی تشریف آوری سے پہلے حضرت میاں صاحب سرائے فضل عمر میں تشریف لائے۔ آپ اس وقت ناظر اعلیٰ تھے۔ دیگر موجود احباب کے ساتھ خاکسار نے بھی آگے بڑھ کر آپ کے استقبال اور مصافحے کی سعادت پائی اور اپنے خیال میں ازراہ ادب نہایت نرمی اور ملاطفت سے ہاتھ ملائے مگر آپ نے مضبوط آہنی ہاتھوں کے ساتھ گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے فرمایا پتہ نہیں آج کل کے نوجوانوں کو کیا ہو گیا ہے۔ اس طرح ڈھیلے ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہیں جیسے جان ہی نہیں۔ سو اس پہلی ملاقات میں آپ کی مضبوط گرفت ایک پختہ یاد بن گئی اور آئندہ ہمیشہ آپ سے گرمجوشی سے ملا کئے۔ بعد میں آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا تو کھلا کہ ان آہنی ہاتھوں کے پیچھے ایک مرد آہن کا آہنی عزم تھا۔ ایک ایسا مرد قلندر جسے کوئی خوف یا طاقت اپنے موقف سے ہٹا نہیں سکتی تھی۔ ہمت و حوصلہ اور یقین محکم میں بھی آپ یگانہ روزگار تھے۔ آپ کی صحبت کی چند لمحے بھی ہمیشہ ایمان کی تازگی کا موجب ہوا کرتے تھے۔ نظارت علیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ربوہ سے عدم موجودگی میں امارت مقامی کا اہم منصب اس نازک دور میں آپ کے سپرد رہے جس میں ۱۹۷۴ء اور پھر ۱۹۸۴ء کے بعد کا طویل دور ابتلاء شامل ہے۔ مگر ائمہ جماعت کی قیادت اور نمائندگی میں کمال جرات، بہادری اور فرض شناسی اور پوری حزم و احتیاط سے آپ نے اپنی ذمہ داریاں ادا کیں اور ائمہ جماعت کا منشا سمجھتے ہوئے ان کے احکام پوری قوت سے نافذ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

آپ کے راضی برضا رہنے اور توکل علی اللہ کی یہ شان تھی کہ کوئی دلخراش سانحہ ہو، کسی احمدی کی راہ خدا میں جان قربان ہو یا کوئی اور جماعتی نقصان آپ ہمیشہ ایک بلند ہمت قائد کی طرح عزم و استقامت کے ساتھ ایستادہ اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھاتے ہی نظر آئے۔ ایسے موقع پر کبھی اظہار افسوس کیا جاتا تو ہمیں تسلی دیتے، دنیا کی بے ثباتی کا ذکر فرماتے اور مثال دے کر سمجھاتے کہ دیکھو آئے دن دنیا میں کتنے لوگ حادثات میں ہلاک ہو رہے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بطور خاص حفاظت فرماتا ہے۔ باقاعدہ حساب لگا کر بیان فرماتے کہ اپنی تعداد کے لحاظ سے عام حالات میں حادثات کی جو نسبت جماعت میں ہونی چاہئے اس سے جماعت خدا کے فضل سے محفوظ ہے۔ باقی مرنا تو ایک دن ہے ہی لیکن خدا کی راہ میں جان قربان کرنے کا جو اجر ہے کوئی دوسری چیز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ الغرض آپ سے ملاقات کے بعد ہمارے حوصلے بھی بلند ہو جاتے۔ اپنے ذاتی معاملات میں بھی یہی توکل آپ کا شیوہ تھا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے بیان فرمایا کہ اپنے زمینداراے کے معاملات میں بھی پوری دلچسپی لیتے اور کاشتہ فصل کے بارے میں اندازے معلوم کرتے رہتے تھے لیکن اگر کسی وجہ سے اوسط پیداوار یا آمد میں کمی آ جاتی تو کبھی ذرہ برابر بھی ملال نہیں ہوا۔ یہی فرماتے کہ جو مل گیا ہے اسی پر خدا کا شکر کرو۔

الغرض آپ ایک ایسے کامل موحد انسان تھے جسے "حنیف" کہا جا سکے۔ خدا کے سوا ہر دوسری چیز سے بے خوف و نڈر۔ جس بات کو حق جانتے بلا خوف لومۃ لائم اس کا برملا اظہار فرما دیتے جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی آپ کی وفات پر ذکر فرمایا تھا واقعی آپ باطل کے خلاف ایک شمشیر برہنہ تھے۔ جب کسی بات کو علی وجہ البصیرت ناحق جانتے تو پیش کرنے والا خواہ ادنیٰ اہلکار ہو یا اعلیٰ افسر یا کوئی قریبی عزیز اس کی کوئی رعایت نہ فرماتے اور دوٹوک لفظوں میں غلط بات رد فرما دیتے تھے۔ آپ کی اس صفت کی وجہ سے آپ کو ایک خداداد رعب عطا ہوا تھا جس سے آپ کے تمام مصاحب اور صدر انجمن کے جملہ ممبران خوب واقف ہیں۔ خود فرماتے تھے کہ اپنی اس عادت کی وجہ سے بعض دفعہ مشکل میں بھی گرفتار ہوا اور بزرگوں کی وقتی ناراضگی بھی مول لی۔ ایک واقعہ تقسیم ملک کے بعد کا سناتے تھے کہ جب ربوہ میں کچے گھروں میں آ کر آباد ہوئے تو ان دنوں قادیان جلد واپسی کے تذکرے زبان زدعام تھے کہ اگلی فصلوں کی کٹائی سے پہلے قادیان واپسی ہو جائے گی۔ میں نے اپنے خیال کے مطابق برملا یہ اظہار کیا کہ قادیان واپسی اتنی جلدی کا معاملہ نظر نہیں آتا۔ اس پر حضرت اماں جانؓ کی جھڑکیاں بھی کھائیں۔

ایک اور واقعہ یہ سنایا کہ قادیان میں ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر لنگر میں ڈیوٹی تھی کھانے کی تقسیم کے موقع پر ایک شخص نے بے ضابطگی کرتے ہوئے نظام میں رخنہ ڈالنا چاہا۔ میں نے اس شخص کو روکنا چاہا اور اس کے انکار پر اس سے سختی کی۔ یہ واقعہ دیکھنے والے جماعت کے ایک معتبر شخص نے (جو اس وقت سیشن جج کے عہدہ پر فائز تھے) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں شکایت کر دی۔ حضرت صاحب نے تحقیق کے لئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی سربراہی میں کمیشن مقرر فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ جلسہ سالانہ میں میری تقریر سے پہلے مجھے اس کی رپورٹ ملنی چاہئے کہ غلطی کس کی ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے مجھے فرمایا کہ آپ سے غلطی سرزد ہو گئی ہے تو معافی مانگ لیں۔ میں نے عرض کیا کہ میری غلطی ہو تو ضرور معافی مانگوں گا لیکن میرا تو اب بھی یہ موقف ہے کہ نظام شکنی کی جس قسم کی حرکت اس شخص نے کی ہے اگر وہ دوبارہ ایسی حرکت کرے تو میں پھر بھی اس کے ساتھ یہی سلوک کروں گا کیونکہ نظام کو درست رکھنا میری ذمہ داری ہے۔ کمیشن کی رپورٹ پیش ہوئی اور آپ بری ٹھہرے۔ الغرض اصول کی بات ہو تو آپ فولاد کی طرح سخت تھے ورنہ ریشم کی طرح نرم۔

آپ کی خدا ترسی اور مخلوق خدا سے محبت کا وہ بے ساختہ اظہار مجھے کبھی نہیں بھولتا جو مخالفین احمدیت کے حق میں ایک موقع پر ظاہر ہوا۔ جب ربوہ کے نواح میں منعقد ہونے والی مخالفین کی ایک کانفرنس کے بارہ میں اچانک یہ غیر مصدقہ اطلاع ملی کہ ایک سازش کے تحت جلسہ گاہ میں کوئی بم دھماکہ کر کے ہمارے سر ڈالنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے تو طبعاً فکر دامن گیر ہوئی۔ خاکسار نے بطور صدر خدام الاحمدیہ یہ اطلاع مکرم ناظر صاحب امور عامہ مولانا محمد شفیع اشرف صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ ہم دونوں کو یہ فکر لاحق تھی کہ اگر یہ سازش کامیاب ہو گئی تو اس کا ردعمل جماعت کے حق میں بہت مضر ہوگا۔ مکرم ناظر صاحب امور عامہ فرمانے لگے کہ معاملہ نازک ہے، امیر مقامی صاحب سے مشورہ کرتے ہیں چنانچہ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں گھر میں حاضر ہوئے۔ آپ فوراً تشریف لائے، معاملہ پیش ہوا اور ہم نے اپنی فکرمندی کا اظہار کیا۔ آپ نے کمال صبر اور حوصلہ سے فرمایا آئندہ ظاہر ہونے والے ردعمل کو چھوڑو پہلے یہ سوچو کہ اگر خدانخواستہ یہ حادثہ ہو گیا تو بے گناہ انسانی جانوں کا کیا بنے گا؟ اور ہم اس صورت میں ان کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟ یہ ہے احمدی قیادت کی امتیازی شان کہ انسانیت کے حوالہ سے دشمن کے حق میں بھی دل ایسا کشادہ جس کی نظیر بایدوشاید ہی ملے۔

حضرت میاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فیاضی اور قلبی غنا کی صفت سے بھی خوب نوازا تھا۔ جس حد تک ممکن ہوتا کسی کی حاجت روائی میں کمی نہ کرتے بس ان تک پہنچنا شرط ہوتی تھی اور یہ بھی چنداں مشکل نہ تھا کیونکہ آپ کے دروازے ہر کس و ناکس کے لئے ہمیشہ کھلے رہتے تھے۔ جو چاہتا اور جب چاہتا آپ کے دفتر کی چق اٹھا کر آپ کے دفتر میں داخل ہو سکتا تھا اس کے لئے البتہ تھوڑی سی ہمت جمع کرنی پڑتی تھی۔ ایک دفعہ خود بھی یہ اظہار فرمایا کہ میں ملاقات کے لئے پہلے وقت طے کرنے کے تکلف میں نہیں

HOMPSON & CO SOLICITORST

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation ..

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

پڑتا ہر وقت دروازے کھلے ہیں جو چاہے آئے۔ اور یہ صرف دفتر کا ہی معاملہ نہ تھا گھر میں بھی یہی حال تھا۔ جب اور جس وقت بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے آپ نے شرف ملاقات بخشا بلکہ آپ کے ان مکارم اخلاق نے ہمیں کچھ زیادہ ہی دلیر کر دیا تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ دفتر سے گھر تشریف لے جا چکے تھے۔ ایک مربی سلسلہ کی کوئی غرض تھی جو ایسی فوری بھی نہ تھی مگر ان کے اصرار بغرض سفارش پر خاکسار مربی صاحب کے ہمراہ ہو لیا اور حضرت میاں صاحب کے گھر جا کر دستک دی۔ آپ فوراً ملاقات والی گیلری میں تشریف لے آئے۔ صرف اتنا فرمایا کہ ابھی دفتر سے آرہا ہوں وہاں کیوں نہ مل لیا اور پھر کام بھی تو ایسا فوری نوعیت کا نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود نہ صرف وہ کام کرنے کا وعدہ کیا بلکہ ایفاء بھی فرمایا۔

۱۹۸۴ء کے آرڈیننس کے بعد اس پر آشوب دور میں ہمیں بھی آپ کے جلو میں شامل خدام کے ساتھ کسی قدر خدمت کی سعادت عطا ہوتی رہی۔ طرح طرح کی پابندیوں اور زبان بندی کا وہ دور بھی عجیب تھا۔ الفضل کا رابطہ بھی منقطع ہوا اور گاہے بگاہے منعقد ہونے والے جماعتی جلسوں کا سلسلہ بھی بکھر گیا۔ اہل ربوہ پر یہ ابتلاء سب سے بھاری تھا۔ جہاں مسجد اقصیٰ میں خطبہ کے لئے لاؤڈ اسپیکر بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایسے میں اہالیان ربوہ میں ربط باہم، صبر و استقامت، خدائی وعدوں پر ایمان و ایقان اور جذبہ قربانی بیدار کرنے کی بہت ضرورت تھی اور اس کا ایک اہم ذریعہ خطبہ بھی تھا۔ مکرم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد ان دنوں لندن میں مقیم تھے۔ خدا معلوم حضرت میاں صاحب نے خطبہ کے لئے کوارٹرز جامعہ احمدیہ کے ایک کونے سے ہمیں کیسے ڈھونڈ نکالا۔ ان دنوں جمعہ کے روز صبح نو بجے کے قریب حضرت امیر صاحب مقامی کا قاصد (خادم مسجد مبارک) خطبہ دینے کے لئے آپ کا پیغام لاتا چنانچہ اسی وقت خطبہ لکھا جاتا پھر اس کی نقول تیار کروائی جاتیں۔ کیونکہ وہ خطبہ آلہ صوت کی بجائے جہر الصوت احباب کے ذریعہ سامعین تک پہنچانا ہوتا تھا۔ یہ ایک عجیب سماں ہوتا تھا جب خطیب کے ایک ایک فقرہ کو بیک وقت مسجد اقصیٰ کے مختلف اطراف میں کھڑے احباب بآواز بلند دہراتے تھے اور ایک دلگداز کیفیت برپا ہوتی تھی۔ حضرت میاں صاحب نے کسی موقع پر گھر کے کسی فرد سے خطبہ کے بارہ میں کوئی رائے سن کر اس عاجز کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی جو آپ کی کم گوئی کی عادت ہوتے ہوئے ایک غیر معمولی بات تھی۔

ایک واقف زندگی ہونے کے ناطے آپ نے اپنے آپ کو ہمیشہ جماعتی خدمات کے لئے وقف جانا۔ کبھی دورے پر جانے کی اطلاع و اجازت کی خاطر یا گاہے کسی اور ضرورت کے لئے مجبوراً گھر میں آپ کو فون کرنے کی نوبت آتی تو آپ کی بزرگی اور دیگر عوارض کے پیش نظر یہی خیال ہوتا کہ آپ کو فون پر زحمت نہ دی جائے اور بات پیغام رسانی سے ہی طے ہو جائے مگر آپ کے انکسار، احساس ذمہ داری اور مستعدی کا یہ عالم تھا کہ ہمیشہ خود فون پر تشریف لا کر بات کرتے تھے اور یہی طریق آپ کو پسند تھا۔

اکثر تو جماعتی دورہ جات پر جانے سے پیشتر دفتر میں ہی آپ سے ملاقات ہو جاتی تھی اور اسی طرح دورے سے واپسی پر بھی۔ تب پوری دلچسپی سے روداد سفر سنتے، مذاکروں وغیرہ میں ہونے والے سوالات کی تفصیل پوچھتے کہ لوگ آج کل کیا سوال کرتے ہیں اور بعض دفعہ یہ بھی استفسار فرماتے کہ پھر آپ نے کیا جواب دیا۔ خاکسار جب مختصر جواب عرض کرتا تو ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور بسا اوقات چہرہ بشاشت سے کھل اٹھتا اور اس پر مسکراہٹیں بکھر جاتیں۔ بس یہی آپ کا اظہار خوشنودی ہوتا تھا جس سے ہمارے حوصلے بلند ہو جاتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ترقی اور غلبہ کے بارہ میں پیشگوئیوں پر گہرا غیر متزلزل ایمان تھا۔ مختلف ملکی انقلابات یا سیاسی تبدیلیوں کے موقع پر کبھی گفتگو ہوتی تو بڑے کامل یقین کے ساتھ فرماتے کہ یہ ساری تبدیلیاں دراصل ہماری خاطر ہی ہیں بالآخر اللہ تعالیٰ انہیں انقلابات کی کوکھ سے ہمارے لئے خیر کے سامان پیدا فرما دے گا۔ اگرچہ آپ خود تو تقریر نہیں فرماتے تھے مگر بسا اوقات آپ کی کوئی ایک مجلس یا صحبت ہمیں کئی تقاریر کا مواد مہیا کر دیتی تھی۔

ہر چند کہ آپ کم گو اور خاموش طبع تھے مگر جب بولتے تو ایک دبدبہ کے ساتھ اور پھر اس پر طرہ آپ کی بارعب شخصیت اور وجاہت بھی۔ اس لئے شروع شروع میں آپ سے ملاقات میں جھجک ہوتی تھی مگر آپ کے قریب ہوئے تو حقیقت کھلی کہ دل کے نہ صرف بے حد حلیم ہیں بلکہ بے ضرر درویش اور در مولیٰ کے فقیر ہیں۔

کہتے ہیں کسی کے اخلاق کی جانچ کے لئے مسافرت شرط ہے۔ ہمیں حضرت میاں صاحب جیسی بزرگ ہستی کی معیت میں محض خدا کے فضل سے سفر کی سعادت بھی میسر آئی۔ یہ ۱۹۹۱ء کی بات ہے جب ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ قادیان کی صد سالہ تقریبات میں شرکت کے لئے تشریف لا رہے تھے۔ ۱۶ر دسمبر کو لندن سے دہلی پہنچے۔ حضرت صاحب کے استقبال کے لئے ربوہ سے بھی ایک مرکزی وفد تیار ہوا جس میں اس عاجز کو بطور صدر خدام الاحمدیہ پاکستان نمائندگی کی سعادت عطا ہوئی۔ آخری وقت میں یہ فیصلہ ہوا۔ وقت بہت تنگ تھا ۱۳ر دسمبر کو اس وفد کی لاہور سے روانگی تھی اور پاسپورٹ وغیرہ ویزا کے لئے اسلام آباد بھجوائے ہوئے تھے۔ انہی دنوں خاکسار کو گلے میں شدید سوزش کے باعث بخار بھی آیا ہوا تھا اور دعا بھی تھی کہ اس تاریخی موقع سے محرومی بھی نہ ہو اور ۱۳ر دسمبر کو سفر مشکل بھی نظر آتا تھا۔ خدا معلوم یہ حسن اتفاق تھا یا خدا تعالیٰ کی کوئی تقدیر خاص کہ سب پاسپورٹ ویزا لگ کر آگئے سوائے حضرت میاں صاحب اور خاکسار کے پاسپورٹ کے۔ مگر یہ وقتی پریشانی جلد مسرت میں بدل گئی جب ایک دو روز بعد نہ صرف پاسپورٹ مل گئے بلکہ ۱۵ر دسمبر کو جانے والی پرواز میں جگہ بھی مل گئی۔ اور یوں ہم حضرت میاں صاحب کی معیت میں اسی روز علی الصبح پہلے ربوہ سے لاہور پہنچے اور لاہور سے دلی تک اکٹھے سفر کیا، سوچا تھا کہ سفر میں حضرت میاں صاحب کی خدمت کی سعادت میسر آئے گی مگر اول تو آپ کو نہایت سادہ منش اور بہت قناعت شعار وجود پایا۔ آپ بہت مختصر ضروریات رکھتے تھے۔ دوسرے خودداری اتنی کہ اپنا کام حتی الوسع خود کرنے کو ترجیح دیتے تھے اور اپنے مصاحب سے کوئی تقاضا کرنا یا اس پر بوجھ ڈالنا ہرگز پسند نہ فرماتے۔ لہٰذا سوائے چند معمولی ناگزیر خدمات کے بہت کم خدمت کا موقع دیا۔ البتہ قدم قدم پر حزم و احتیاط کا دامن خود بھی تھامے رکھا اور مجھے بھی اس کی تلقین فرمائی۔ سفر کا اکثر حصہ آپ نے دعاؤں میں گزارا اور دوران سفر جو تھوڑی بہت گفتگو ہوتی رہی اس میں آپ کو حضرت صاحب کی تشریف آوری اور جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت میں بہت مسرور پایا۔ سفر سے واپسی پر ایک موقع پر بیان فرمایا کہ جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر گیا تو دعا کرتے ہوئے یہ واضح اور صاف نظارہ دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شبیہ سامنے کھڑی ہے۔ ان دنوں کو شدت سے یاد کرتے اور فرماتے تھے کہ یہ خوشگوار دن تو خواب کی طرح آئے اور گزر گئے۔

آپ میں خودداری اور قوت ارادی بلا کی تھی۔ ایک دفعہ اپنے دفتر میں کرسی سے اٹھ کر غسل خانے جانے لگے میں نے سہارے کے لئے آپ کا عصا اٹھا کر دینا چاہا فرمایا بالکل نہیں، میں خود لوں گا۔ میں نے عرض کیا اس میں حرج کیا ہے۔ فرمایا جس وقت تم یا کوئی اور پاس نہ ہوگا تب کیا کروں گا۔ نیز فرمانے لگے کہ اس دفعہ لندن میں ایک موقع پر کھڑا ہوا اور چکر آگیا حضرت صاحب نے سہارا دینا چاہا تو ان سے بھی یہی عرض کیا کہ مجھے سہارا نہیں چاہئے خود کھڑا ہونگا۔ پہلی دفعہ جب ۱۹۹۲ء میں آپ پر دل کا تشویشناک حملہ ہوا تو سب کو فکر دامنگیر ہوئی۔ آپ کئی روز فضل عمر ہسپتال میں انتہائی نگہداشت میں رہے اس وقت بھی خدا کی توفیق سے آپ سے کمال قوت ارادی ظاہر ہوئی جو بہت جلد صحت کو معمول پر لانے میں اتنی ممد ہوئی کہ آپ کے معالج حیران تھے۔ اور بہت جلد آپ نے معمول کی خوراک لینی اور چلنا شروع کر دیا۔ خاکسار فضل عمر ہسپتال میں عیادت کے لئے حاضر ہوا تو حضرت میاں صاحب سے اس امر کا ذکر کئے بغیر نہ رہ سکا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس غیر معمولی قوت ارادی سے اس شدید بیماری کا مقابلہ کر کے اس پر قابو پانے کی جو طاقت دی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد ہی آپ نے معمول کی دفتری مصروفیات بھی شروع کر دیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس شدید علالت میں گویا دوسرے جہان سے واپس آیا ہوں۔ بس ایک گہرا تاریک راستہ (Dark Passage) طے کرنا پڑتا ہے اور اس کے بعد خیر ہی خیر ہے۔ ظاہر ہے یہ آپ کی اس ذاتی کیفیت کا اظہار ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو موت کے کنارے سے بچا کر واپس لایا اور یوں حضرت مسیح موعودؑ کا خلاف توقع عمر عطا فرمانے کا الہام آپ کی ذات میں پوری شان کے ساتھ دہرایا گیا۔ گزشتہ برس ۱۹۹۷ء میں جب جلسہ سالانہ لندن میں شرکت کے لئے آپ کو حضرت صاحب کا ارشاد موصول ہوا تو آغاز میں کچھ متذبذب تھے۔ فرماتے تھے کہ اول تو ویسے ہی سفر سے میری طبیعت گھبراتی ہے پھر عوارض بھی لاحق ہیں۔ اس لئے فی الحال دس فیصد ارادہ ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ تذکرہ میں جہاں آپ کے بارہ میں خلاف توقع عمر اور امارت دیئے جانے کے الہام ہیں انہیں کے تسلسل میں ایک یہ الہام خدائی حفاظت کا بھی ہے (تذکرہ ۲۰۷) یعنی اللہ تعالیٰ بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں میں سے بڑھ کر رحیم ہے۔ یہ سن کر آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔ فرمانے لگے تذکرہ لاؤ۔ میں نے تذکرہ منگوایا اس میں انڈیکس نہ تھا اس لئے الہام تلاش کرنے لگا تو فرمانے لگے قادیان میں تو اس کثرت سے میں نے تذکرہ کا مطالعہ کیا تھا کہ قریباً حفظ ہو چکا تھا کہ کون سا الہام کس صفحہ پر ہے۔ بہرحال یہ الہام پڑھ کر آپ کو ایک گونہ تسلی ہوئی اور بعد میں حضور انور کے منشاء کی تعمیل میں آپ لندن جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی الٰہی منشاء تھی کہ سفر آخرت سے قبل حضرت صاحب سے اس کے وفا شعار نائب کی ملاقات بھی ہو جائے۔

خدا تعالیٰ کی ذات پر آپ کے محکم ایمان اور مقام توکل علی اللہ کا کچھ ذکر ہوا ہے۔ احمدیت کی سچائی اور اس کی برکات پر بھی آپ کا بہت گہرا اور پختہ ایمان تھا۔ ۱۹۹۴ء میں جب جلسہ سالانہ لندن سے واپس تشریف لائے تو بتایا کہ ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب کی خواہش تھی کہ امریکہ بھی جاؤں اور اپنا طبی معائنہ بھی وہاں کے ترقی یافتہ اعلیٰ معالجوں سے کروالوں لیکن میری صلاح نہیں بنی۔ اور میرا تو ایمان ہے کہ احمدی ڈاکٹروں کے ہاتھ میں اللہ نے زیادہ شفا رکھی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت پر ایمان کی برکت سے ایک ایسی بصیرت عطا فرمائی ہے جو دوسروں کو میسر نہیں۔ پتہ نہیں کیوں لوگوں کو اس بات کی سمجھ نہیں آتی۔ دراصل یہ آپ کی گہری بصیرت تھی جو ان لطیف باتوں کا بھی کمال ادراک اور اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ آپ کا نافع الناس وجود ابتلاء کی تیز دھوپ میں بلا شبہ پاکستان کی احمدی جماعتوں کے لئے ایک گھنا ٹھنڈا سایہ تھا۔ اس دفعہ بھی جب آپ علیل ہوئے تو دلی تمنائیں یہی تھیں کہ خلاف توقع عمر والا الہام پھر دوہرایا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی جس پر ہم راضی برضا ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت میاں صاحب کی نیک اقدار اور اعلیٰ کردار کا واقعی امین بنا دے۔ آمین۔

☆......☆......☆

دفتر ترجمانی

Übersetzungsbüro , Dolmetscherbüro

Sprachen :

Urdu, Punjabi, Bengali,

Persisch, Englisch, Deutsch

اردو، پنجابی، فارسی، بنگالی، انگریزی اور جرمن زبانوں کے ترجمے کا انتظام موجود ہے۔ سرکاری، غیر سرکاری، نجی کاغذات کے معیاری ترجمے کے لئے رابطہ کریں۔

نوٹ: کاغذات بذریعہ پوسٹ بھی بھجوائے جا سکتے ہیں۔

Tel.: 069-97981802, Fax: 069-97981803

Allg. vereidigter Dolmetscher & Übersetzer

Qamar Ahmad

Fleischergasse 12, 60487-Frankfurt/M.

Deutschland

SHEZAN

کمیشن ایجنٹ درکار ہیں

جرمنی کے تمام شہروں میں شیزان کی مصنوعات کی فروخت کے لئے

کمیشن پر کام کرنے کے لئے احباب کی ضرورت ہے

صرف کاروباری اور دوکاندار حضرات ہی رابطہ کریں

اس کے علاوہ بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ پلاسٹک بیگ میں پاکستانی بیسٹ

سپر کرنل باسمتی چاول اور گروسری کی دوسری اشیاء بھی

فروخت کے لئے پیش کی جائیں گی

BEST

Basmati Rice

(Super Kernal)

Plastic Packing

رابطہ کیجئے   اعجاز احمد

Tel: 06105-44192   Fax: 06105-45195   Mobile:1773407109

خطبہ جمعہ

جماعت کی تربیت کے لئے آج کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے پڑھ کر سنانے سے بہتر اور کوئی طریق نہیں ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳/ فروری ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۳/ تبلیغ ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ، لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ.

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔(سورۃ المآئدہ آیت ۱۰۶)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے مومنو! تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔ یہ زور اپنے پر ہے۔ جب تم ہدایت پا جاؤ تو کسی کی گمراہی تم کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ تم سب نے اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پس جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سے تمہیں آگاہ فرمائے گا۔

اس آیت کریمہ میں بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کی گمراہی کی فکر نہیں کرنی۔ ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ قرآن کریم نے ایک ہی مضمون کے ہر پہلو کو بہت باریکی اور لطافت سے کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص گمراہ ہو جائے، ایسے بھی ہیں جو سزا یافتہ ہیں، کچھ ایسے بھی ہیں جو عہدیدار ہیں لیکن ان میں کچھ نقائص بھی پائے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق جماعتوں میں اکثر یہ سوال اٹھتا رہتا ہے اور گھومتا پھرتا ہے کہ فلاں شخص جو ہے وہ اس عہدے پر قائم ہے اور یہ نقائص رکھتا ہے، فلاں شخص کو بے وجہ سزا دے دی گئی اور وہ باہر نکل گیا حالانکہ وہ ایک مفید وجود تھا۔ اس قسم کے بہت سے وسوسے بعض جماعتوں میں گھومتے پھرتے ہیں اور اکثر جماعتوں کی اصلاح خدا تعالیٰ کے فضل سے ہو چکی ہے لیکن وقتاً فوقتاً یہ فتنے پھر بھی سر اٹھاتے ہی رہتے ہیں۔ یہاں اس آیت کریمہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تمہیں اپنی پڑنی چاہئے، تمہیں پرائی سے کیا غرض۔ جہاں تک نقصان پہنچنے کا تعلق ہے وہ لوگ جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں، جن کو نکال دیا جاتا ہے، جو عہدوں کے باوجود اپنے کردار کی حفاظت نہیں کرتے وہ تمہارا نقصان نہیں کر سکتے پھر تمہیں کیا مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ اپنی فکر کرو اور اپنی فکر پہ اتنا زور ہے کہ فرمایا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ یاد رکھو تم سے تمہارے متعلق پوچھا جائے گا، تم سے ان لوگوں کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ اپنی فکر میں پڑو یہ نہ ہو کہ تمہارے جتھے سارے کے سارے خدا کے نزدیک رد کر دئے جائیں، جن جتھوں کا غرور لئے پھرتے ہو جس غرور میں ہمیشہ محرجین کی تائید اور عامۃ الناس پہ یہ اثر کہ ہم اکٹھے ہیں، ہم دیکھو کتنے بڑے لوگ ہیں یہ بات پائی جاتی ہے۔

اس خطبے میں میرے ذہن میں خاص طور پر ایک ملک ہے جو سکینڈے نیویا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے پہلے میں بہت کوشش کر چکا ہوں کہ ان کے جتھے ٹوٹیں اور ان کو عقل آئے کہ ان میں سے ہر ایک نے خود مرنا ہے اور اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے اور یہ جتھے اگر محرجین کی تائید میں بنے ہوئے ہیں تو ایک کوڑی کا بھی فائدہ ان کو حاصل نہیں ہوگا۔ جواب دہی ان کی ہوگی۔ اگر یہاں نہیں تو مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد ہوگی۔ آج میں ان کا پول نہیں کھولنا چاہتا عمومی مضمون بیان کروں گا۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ ہر ایک کو میں لکھ دوں کیونکہ اب ان کے حالات برداشت سے باہر ہو چکے ہیں۔ مستقل، پرانی گانٹھیں ہیں جو ٹوٹنے میں نہیں آرہیں اور غرور جتھے کا ہے اور وہ بد قسمت ملک جن میں جماعت سے عدم تعلق والے جتھے زیادہ ہیں اور فتنہ و فساد والے جتھے زیادہ ہیں اور نیک لوگ نسبتاً کم ہیں ان بے چاروں کو مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ پہلے تو میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ دیکھو تمہیں ان کا جتھہ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اگر ہزار میں سے تم دس بھی ہوئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری قدر فرمائے گا تو تم اتنے پریشان کیوں ہوتے ہو۔ جتھے بنتے ہیں بننے دو خدا توڑے گا، ان کے غرور اور تکبر کو وہ ضرور خاک میں ملائے گا اور یہ اپنے سوا اور کسی کا نقصان کر نہیں سکتے۔ یہ خوشخبری جب اللہ نے تمہیں دے دی ہے کہ تمہارا نقصان نہیں کر سکتے اور جواب دہ ضرور ہونگے تو پھر تمہیں کیا مصیبت پڑی ہوئی ہے کہ خواہ مخواہ ہول میں مبتلا ہو کہ دیکھو ہمارا کیا بنا، ہم کتنے تھوڑے رہ گئے۔ اس بات کو بالکل ذہن سے نکال دیا جائے۔ اگر دس بھی ٹھیک ہیں تو وہ اللہ اور جماعت کی نظر میں وہی دس مقبول ہیں اور باقی سارے رد شدہ ہیں ان کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ ان کو علم ہی نہیں کہ دنیا میں کتنے بڑے بڑے انقلاب آرہے ہیں۔ سینکڑوں جماعتیں، ہزاروں جماعتیں ہر سال ایسی بنتی ہیں جو کلیۃً فدا ہیں وہ بڑی بڑی جماعتیں جن میں جتھے تھے اب وہ مٹ مٹ کے، گھل گھل کے ان کا کچھ بھی وجود نہیں رہا اور اب وہ سمجھ چکے ہیں کہ وہ بے کار ہیں۔ جرمنی کا یہی حال تھا بڑی جتھہ بندیاں تھیں شروع میں۔ جب میں نے جرمنی کے معاملات میں دلچسپی لی خصوصیت کے ساتھ اور اللہ نے فضل فرمایا اور جرمنی کی جماعت کو از سر نو بیدار کرنا شروع کیا ہے تو اس وقت جتھے ہوتے تھے اور ہر جتھے کو یہ غرور تھا کہ ہم جتھے والے ہیں ہم پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ میں نے ان پر ہاتھ ڈالا، ان کو دکھایا کہ خلیفہ وقت کو اگر اللہ یہ سمجھائے کہ ہاتھ ڈالو تو وہ ڈالے گا اور تمہاری کوئی بھی حیثیت نہیں ہے، تمہارے تکبر خاک میں مل جائیں گے۔ یہی ہوا۔ سب جتھے تحلیل ہو گئے۔ اگر کہیں ہیں تو چھپے چھپے، دلوں میں گانٹھیں ہیں مگر بالعموم خدا تعالیٰ کے فضل سے ان ملکوں سے سب گندگی کا صفایا ہو گیا ہے۔

تو اگر کوئی ملک سمجھتا ہے کہ وہ بہت بڑا ہے اور مستثنیٰ ہے تو میں آج اس کو متنبہ کر رہا ہوں۔ قرآن کریم کی یہ آیت مجھے تقویت دے رہی ہے اور ان سب خدا کے پاک بندوں کو تقویت دے رہی ہے جو تعداد میں تھوڑے ہونگے مگر جن کو جتھوں نے دبا ڈالا ہے۔ ہرگز دبنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اپنے پاؤں پہ کھڑے ہوں۔ اور میرا ارادہ یہ ہے کہ ان کو پہلے خطوط کے ذریعہ ایک دفعہ متنبہ کر دوں، سمجھا دوں کہ آپ کی باتیں میری نظر میں ہیں۔ میں دورے بھی کر چکا ہوں، سمجھتا ہوں کون لوگ کتنے بڑے جتھے رکھتے ہیں، کتنا ان کو کس بات کا غرور ہے۔ لیکن میں آج کے خطبے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ اگر وہ باز نہ آئے تو آپ ان کا ذکر نہیں سنیں گے وہ مٹ گئے اور ختم ہو گئے۔ اور جماعت انہیں چند سے دوبارہ ترقی کرے گی جو چند خدا کے بندے جماعت میں موجود ہیں اور پاکباز ہیں اور نظام جماعت کا احترام کرنے والے ہیں۔ اب اپنے دلوں کو ٹٹول کر جنہوں نے دیکھنا ہے وہ دیکھ لیں لیکن میں بھی تحریری طور پر واضح تنبیہ کرنے والا ہوں۔ اور اس کے بعد وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کا خطبوں میں ذکر کیا جائے۔ اللہ ان سے خود نپٹے گا اور آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ جو بظاہر تعداد میں کم ہیں ان کے نکل جانے کے بعد ان میں بہت برکت پیدا ہوگی۔

یہ آیت کریمہ اس غرض سے میں نے تلاوت کی ہے اور اسی تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض نصیحتیں بھی میں آپ کے سامنے پیش کروں گا لیکن اس کے علاوہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے اقتباسات ایسے ہیں جو ہر جمعے پہ میں ساتھ لاتا ہوں لیکن پوری طرح وقت نہیں ملتا کہ ان کو پڑھ کے سنایا جائے۔ سارے اقتباسات بہت اہم ہیں ان میں سے یہ مضمون بھی ملے گا جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے لیکن اور بھی بہت اہم مضامین ہیں۔ اور میرے نزدیک جماعت کی تربیت کے لئے آج کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے پڑھ کر سنانے سے بہتر اور کوئی طریق نہیں ہے۔ اتنا گہرا اثر رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ، اس طرح دل کی گہرائی سے نکل کے دل کی گہرائی تک ڈوبتے ہیں اور ایک ایسے صاحب تجربہ کا کلام ہے جس کی بات میں ادنیٰ بھی جھوٹ یا ریاء کی ملونی نہیں ہے۔ ہر بات جو کہتا ہے وہ سچی کہتا ہے اس سے زیادہ دل پر اثر کرنے والی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ پس اب میں اسی طریق کو اپناتے ہوئے جو گزشتہ چند مہینوں سے میں نے اپنایا ہوا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا

ہوں اور جہاں تشریح کی ضرورت ہوئی وہاں تشریح کروں گا۔

”اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ“۔ کیسا سادہ اور کیسا پاک فقرہ ہے۔ کیسی حقیقت ہے جس میں ادنیٰ سا بھی جھول نہیں اور بیان کرنے کا انداز ایسا قوی ہے۔ ”اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ“۔ اور خطاب عقلمندوں سے ہے۔ شاید کسی کو خیال گزرے کہ عقلمندو کیوں فرمایا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اولوا الالباب سے جو خطاب فرمایا ہے یہ وہی اولوا الالباب ہیں۔ عقلمند ہی ہیں جو نصیحت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ عقلمند ہی ہیں جو دنیا میں ہونے والی تبدیلیوں سے ہمیشہ اللہ کو یاد کر کے ایمان میں ترقی کیا کرتے ہیں۔ تو اس لئے فرمایا کہ اے عقلمندو! یا اے اولوا الالباب یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کر دو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو اور آگے بڑھاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ عادت جس چیز کی پڑ جائے وہ عادت اپنا غلام بنا لیتی ہے۔ اور نشے کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ ہر وہ چیز جو تمہیں عادی بنا دے تم اس کے غلام ہو جاتے ہو اور یہ بات بھول جاتے ہو کہ جو چیز بھی تمہیں عادی بنا دے اس میں نقصان ہوا کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو چائے اور کافی پر بھی اطلاق پاتی ہے۔ وہ لوگ جو چائے کے عادی ہوں، میں بھی بظاہر عادی ہوں مگر میں نے چھوڑ کر بھی دیکھی ہے اور بالارادہ چھوڑی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس امتحان میں کامیاب رہا ہوں۔ کافی کی مجھے عادت ہوا کرتی تھی اب بڑی مدت سے بہت کم کبھی شاذ کے طور پر پیتا ہوں اور وہ بھی عادت کی وجہ سے نہیں کیونکہ شاذ کا مطلب ہی یہ ہے کہ عادت نہیں رہی۔ پس میں اپنے اوپر تجربہ کر کے یہ باتیں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ نشے کی اس تعریف کو آپ پیش نظر رکھیں تو بہت سی بلاؤں سے اور بہت سی بیماریوں سے بچ جائیں گے۔

بہت بیماریاں عادات سے تعلق رکھتی ہیں جب کسی چیز کی عادت پڑ جائے اور وہ نہ ملے تو شدید بے چینی پیدا ہوتی ہے اور جتنے آج جرائم ہو رہے ہیں ان میں عادت کو بہت بڑا دخل ہے۔ دنیا کی اکثر قوموں میں جو جرائم پائے جاتے ہیں وہ عادات کی بناء پہ پائے جاتے ہیں۔ ڈرگ ایڈکشن (Drug Addiction) عادت ہی تو ہے، شراب ایک عادت ہی تو ہے۔ غرضیکہ ہر وہ بیماری جو آج دنیا میں پائی جاتی ہے اگر آپ غور کر کے دیکھیں تو اس میں عادت کا دخل ہے اور یہ عادت جو ہے یہ بے راہ روی سے بھی تعلق رکھتی ہے، جنسی تعلقات سے بھی اس کا واسطہ ہے۔ پس جب میں ہر بیماری کی بات کر رہا ہوں تو سوچ سمجھ کر بات کر رہا ہوں اس کو حالات پر اطلاق کر کے آپ کو بتا رہا ہوں کہ عادات کا آج کے زمانے کی بیماریوں سے گہرا تعلق ہے۔

پھر فرماتے ہیں، ”ہر ایک سال ہزار ہا تمہارے جیسے نشے کے عادی اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے“۔ نشے کے عادی کو اس دنیا میں بھی ضرور سزا ملتی ہے خواہ وہ محسوس کرے یا نہ کرے کہ اس کا نشے سے تعلق ہے۔ سزا کو تو محسوس کرتا ہے مگر یہ علم نہیں کہ میرے نشے نے ہی میرے لئے مصیبت ڈالی ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں اس کو جو سزا ملتی ہے وہ تو ملے گی ہی لیکن ”آخرت کا عذاب الگ ہے“۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے“۔ یہ ایک بہت ہی اہم، ایک بڑا ابتلاء ہے آج کی دنیا میں، جو دنیا میں ہر شخص کو درپیش ہے۔

”حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے“۔ **آج ساری دنیا میں جو بحران پیدا ہو رہے ہیں وہ جتنی قوموں میں بھی ہو رہے ہیں ان میں حد سے زیادہ عیاشی کی زندگی بسر کرنے والے اس کے ذمہ دار ہیں۔** غریب ممالک کے بحران دیکھیں ان کا اقتصادی ڈھانچہ اگر اس بات پر مبنی ہو تا کہ کم سے کم زندگی کی سادہ ضروریات تمام انسانوں کو مہیا کی جائیں تو یہ اشتراکیت نہیں ہے یہ قرآن کریم کا پہلا سبق ہے۔ اشتراکیت کے تو تصور میں بھی نہیں آ سکتا کہ قرآن کریم کا پہلا سبق اشتراکی نظام کے انتہائی تصور سے بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن اس میں برائی نہیں، اس میں کوئی چھینا جھپٹی نہیں، کوئی زبردستی نہیں۔ ہر سوسائٹی کا یہ فرض قائم کر دیا گیا ہے آدم کی جنت کے ذکر میں، کہ ہر ایک کو روٹی ملے گی، ہر ایک کو پانی ملے گا، ہر ایک کو بچھونا میسر آئے گا، ہر ایک کے سر پر چھت ہو گی۔ یہ چیز جو پہلا سبق تھا یہ انسانیت نے بھلا دیا ہے، حد کون سی ہے؟ وہ یہی حد ہے۔ ورنہ ہر شخص کہہ سکتا ہے میں عیاشی کرتا ہوں مگر تھوڑی کرتا ہوں۔ کسی ملک کو حد سے زیادہ عیاشی میں مبتلا ہونے کی اجازت ہی نہیں ہے جب تک ان کے غریبوں کی پرسان حالی نہ ہو، ان کی ادنیٰ لازمی ضرورتیں پوری نہ ہوں۔ اس وقت تک جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں خدا نے دیا ہے ہم عیش و عشرت میں زندگی بسر کریں اسی کا نام حد سے زیادہ ہے کیونکہ بعض کے حقوق بعض دوسروں کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ جن کا حق تھا زندہ رہنے کا جو خدا نے قائم کیا ہے اس حق پر قدغن لگائی جا رہی ہے اور تمام غریب ممالک میں یہی حال ہے اور تمام امیر ممالک میں یہی حال ہے۔ کوئی ملک بھی اس بدنصیبی سے خالی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں یہ لعنتی زندگی ہے۔

”حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے“۔ عیاشی کے ساتھ حد سے زیادہ بدخلقی اور بے مہری کا تعلق ہے۔ بے مہری کا مطلب ہے کہ آپس میں بنی نوع انسان سے تمہیں محبت ہی نہیں رہی کہ ان کا دکھ تمہارا دکھ بن جائے' بے حس ہو چکے ہو اور جب ایک سوسائٹی الگ ہو جائے اور الگ زندگی بسر کرے تو متکبر ہو جایا کرتی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق سے مراد یہی بدخلق لوگ ہیں جن کے خلق آزمائے نہیں جاتے اور وہ اپنے دائرے میں رہ کر کسی سے جو چاہیں سلوک کریں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں پہچانا نہیں جا رہا اور جو ہم کرتے ہیں کسی کی مجال نہیں کہ اس پر انگلی رکھ سکے۔ ”حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے“۔ یہی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرما رہے ہیں جو میں پہلی عبارت کی تفسیر کر چکا ہوں۔

”حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے“۔ یہاں خدا کی ہمدردی مراد نہیں ہے خدا سے لاپرواہ ہونا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا فقرہ اکٹھا ہے اور کوئی غلطی سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے۔ اگر اس فقرے کو ہمدردی سے اس طرح ملایا جائے کہ خدا تو پھر، خدا کو بھی ساتھ جوڑا جائے تو پھر اس کے ایک اور معنے بنتے ہیں۔ خدا یہاں فاعلی حالت میں ہو گا اور بندے مفعولی حالت میں۔ حد سے زیادہ خدا کی ہمدردی سے بے نیاز ہونا یعنی ایسی حرکتیں کرنا کہ خدا تمہارا ہمدرد نہ رہے اور حد سے زیادہ بندوں کی ہمدردی کرنے سے بے نیاز ہونا۔ یہ بھی فرمایا ایک لعنتی زندگی ہے۔ ”ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ“۔ یہ جو پوچھا جانے کا تصور ہے یہ ہمارے کردار کو صحیح روش پر ڈالنے اور صحیح روش پر قائم رکھنے میں ایک غیر معمولی کردار ادا کرتا ہے۔ ہماری زندگی کو صحیح روش پر ڈالنے میں ایک غیر معمولی کردار ادا کرتا ہے۔ کیونکہ جو پوچھا نہیں جائے گا جس کو یہ احساس ہو کہ میں پوچھا نہیں جاؤں گا۔ وہ جو چاہے کرتا پھرے اور یہ آج کی سب سے بڑی بلا ہے۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا تھا جماعت میں کچھ لوگ ایسے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہم اگر اپنے جتھے بنا کر بظاہر اپنی شان اور شوکت ظاہر کریں گے اور غلبہ کریں گے اور کہیں گے کہ تم ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہو یہ ان کی حماقت ہے۔ کوئی نہیں ہے جو پوچھا نہ جائے گا۔ اپنے ہر عمل کے بارے میں وہ پوچھے جائیں گے۔ فرمایا اور اس سے زیادہ پوچھا جائے گا جیسا ایک فقیر پوچھا جائے گا کیونکہ فقیر تو صرف غریب کو ہی نہیں کہتے ایک مسکین انسان جس کا کوئی اثر و رسوخ نہ ہو اس سے بھی ضرور باز پرس ہو گی۔ لیکن جن کا سوسائٹی پر اثر و رسوخ تھا جو صاحب حکمت بھی سمجھے جاتے تھے اور صاحب طاقت بھی تھے ان سے تو ضرور سختی سے باز پرس ہو گی اور وہ ضرور پوچھے جائیں گے۔

”پس کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے کلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے“۔ اب یہ جو پہلی باتیں گزری ہیں ان کا انجام کار یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے۔ جو باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائیں کہ ان سے بچو، ان کا خطرہ ہے، یہ لعنتی زندگی ہے۔ جو ان باتوں میں ملوث رہتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے ان کا انجام لازماً یہ ہوتا ہے کہ کلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور پھر خدا کے حرام کو ایسی بے باکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا حرام اس کے لئے حلال ہے۔ یہ حلال و حرام کے جو چکر ہیں، بددیانتیاں رزق میں، لوگوں سے دھوکہ بازیاں یہ سارے اوپر کے مضمون سے تعلق رکھ رہی ہیں جو اس کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔

'پھر غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی، کسی کو زخمی، کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے'۔ یہ خدا سے منہ پھیرنے کے نتیجے ہیں کیونکہ جو شخص خدا کا تصور دل پر ایک بادشاہ کے تصور کی طرح رکھتا ہے ایک کامل مقتدر بادشاہ کے تصور کی طرح رکھتا ہے اس کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی لمحہ اپنے غصے سے اس قدر مغلوب ہو جائے کہ خدا کی پرواہ نہ کرے۔ اپنے کسی جذبے سے مغلوب ہو جائے کہ دیکھے ہی نہ کہ اس کو بھی کوئی دیکھ رہا ہے۔ ”دیوانوں کی طرح کسی کو گالی، کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا"۔ اس دنیا میں سچی خوشحالی اس کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ ایسے لوگ جن کا نقشہ ہے بظاہر عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ بظاہر حرام کھاتے اور بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمارہے ہیں اس کو سچی خوشحالی بہرحال نصیب نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ مرے گا۔

"اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت گزر چکے"۔ کیسا پاک کلام ہے۔ چھوٹا سا فقرہ ان سب باتوں کے آخر پر رکھ دیا۔ جو دل کی گہرائی تک اتر جاتا ہے اور عزیزو کہہ کر مخاطب فرمایا۔ کہ مجھے تم سے پیار ہے تم مجھے اچھے لگتے ہو میں نہیں چاہتا تمہیں کوئی گزند پہنچے۔ پس اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت گزر چکے ہیں۔ اکثر لوگوں کے دن بہت گزر چکے ہیں کیونکہ اس میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ آج نہیں تو کل شاید موت آجائے تو جس کی موت بھی کل پرسوں مقدر ہے اس کے تو اکثر دن گزر ہی چکے ہیں اور چونکہ پتہ نہیں کہ کب آنی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان کے اکثر دن واقعۃً گزر چکے ہوں اور ان کو احساس بھی نہ ہو۔

"تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو وہ بھی بہت گزر چکے ہیں سو اپنے مولا کو ناراض مت کرو"۔ جس کے پاس جانا ہے اس کو ناراض کرو گے تو کیا پاؤ گے۔ چند دن کی زندگی، چند دن کے ابتلاء، چند دن کے مصائب اگر جھیل لو اور بالکل اس بات سے بے نیاز ہو جاؤ کہ یہ آزمائش تمہیں تکلیف دیتی ہے اس لئے کہ تھوڑی ہی تو ہے چند دنوں میں گزر جائے گی تو پھر اللہ ناراض نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تمہیں یہ خیال نہ ہو تو پھر خدا تعالیٰ ناراض ہو جائے گا اور ناراضگی کی حالت میں تم جان دو گے۔ "ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر وہ تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے"۔ یہ بالکل درست ہے۔ اللہ جن بندوں کو بچانا چاہے ان کو تباہ نہیں کر سکتی مگر روزمرہ کے وہ بندے جو کیڑوں مکوڑوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں جو پہلے ہی اپنی حکومتوں کو اپنا خالق اور معبود بنائے بیٹھے ہیں ان کو جب چاہیں فوری طور پر گورنمنٹیں ہلاک کر سکتی ہیں اور سب ملکوں کا یہی حال ہے۔

ہر ملک میں حکومتیں یہ زیادتی کرتی ہیں جب وہ سمجھیں کہ فلاں شخص یا فلاں خاندان یا فلاں جتھہ اب اس قابل نہیں رہا کہ ہم ان کو اپنے ساتھ چلائیں تو اس طرح چھوڑ دیتی ہیں جیسے پتھر کو چھوڑا جائے اور وہ بلندیوں سے زمین پر گرتا ہے۔ پھر اس کو پاؤں تلے روندتی ہیں اور بڑے خاندان ہیں، بڑے بڑے عظیم جتھے تھے جن کا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا گیا کیونکہ حکومتوں نے ان کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ روس میں بھی یہی ہوتا رہا، امریکہ میں بھی یہی ہوتا ہے ہر جگہ یہی ایک کہانی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں۔ "ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو"۔ اب یہ زبردست کا محاورہ بیچ میں داخل کرنا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیرت انگیز عقل اور فہم کی طرف اشارہ کرنے والا فقرہ ہے۔ ایک عام آدمی کہہ سکتا ہے حکومت تمہیں جب چاہے برباد کر سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو یعنی انسانی گورنمنٹ اگر تمہارے جتھے بہت بڑے ہوں تو تم سے ڈرتی بھی ہے اور اس وقت تو چاہے بھی تو تمہیں تباہ نہیں کرتی، نہ کر سکتی ہے۔ اس لئے دونوں باتیں ہیں ان کے معبود بڑے بڑے جتھے بن جاتے ہیں اور وہ تمہارا معبود بن جاتی ہیں۔

تو فرمایا کہ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر وہ ناراض ہو تو وہ تباہ کر سکتی ہے اور اللہ کیا تم سے زبردست نہیں ہے؟ اس لئے اللہ کی ناراضگی کو ایک عام حکومت کی ناراضگی کے برابر نہ کرو۔ بعض صورتوں میں عام حکومت تم سے ناراض بھی ہو تو تمہیں برباد نہیں کر سکتی مگر اللہ ناراض ہو تو آناً فاناً تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ "پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا"۔ یہی بات پہلے میں نے استثناء کے طور پر کہی تھی۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہر ایک کو تباہ کر سکتی ہے۔ اکثر خدا کی نظر میں متقی ٹھہرنے والے کمزور ہوا کرتے ہیں لیکن خدا اجازت نہیں دیتا کہ جابر سے جابر حکومت بھی ان کو تباہ کر سکے۔ معمولی گزند پہنچاتے ہیں، نقصان، دلی تکلیف لیکن تباہ نہیں کر سکتے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ۔ وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا پھر حکومتوں کی ناراضگی کی کیا پرواہ ہے۔

"اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں"۔ یعنی تقویٰ اگر نہ ہو تو پھر تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ تقویٰ کے لفظ میں حفاظت شامل ہے بچنا اور بچایا جانا۔ "اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کر سکو گے"۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ اگر یہ بات نہ ہو تو تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے اور "تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصے کے ساتھ گزریں گے"۔

تقویٰ نہ ہو اور دوسرے سہارے موجود ہوں تو ان کا حقیقتاً تمہاری زندگی پر کوئی مستقل، فرحت بخش اثر نہیں پڑ سکتا۔ ایسے لوگ جو دنیا کے سہارے جیتے ہیں دنیائیں بدل جاتی ہیں، ایسے لوگ جو بڑے لوگوں کے سہارے جیتے ہیں وہ بڑے لوگ بڑے لوگ نہیں رہتے۔ غرضیکہ سارے مضامین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلام میں مضمر ہیں کہ تم جب دنیا والوں کو اپنا خدا بنا کر ان کو راضی کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ تمہاری ساری زندگی کام نہیں آسکیں گے اور عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصے کے ساتھ گزریں گے۔ یہ بات بھی ان سب ملکوں میں جو اکثر تیسری دنیا کے ملک ہیں مشاہدہ کی جا سکتی ہے اور بڑے ملکوں میں بھی مشاہدہ کی جا سکتی ہیں کہ حکومتوں سے ٹوٹے ہوئے، گرے ہوئے لوگ جو کسی زمانے میں زبردست ہوا کرتے تھے جن کے رعب سے خلقت کانپتی تھی وہ بڑے غم و غصہ میں آخری دن بسر کرتے ہیں۔ ان کا کوئی بھی اختیار باقی نہیں رہتا۔ بے چین اور بے قرار پھرتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے سینے میں جھانک سکتا تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے غم اور غصے کے سوا وہاں کچھ نہ پاتے۔

اور جہاں تک متقیوں کا تعلق ہے فرمایا "خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ سو خدا کی طرف آجاؤ"۔ اب اس سے زیادہ بڑی پناہ اور کیا ہو سکتی ہے اور اس سے زیادہ پاکیزہ اور پیارا بلاوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ ساری باتیں کھول دیں اور آخر پہ فرمایا خدا کی طرف آجاؤ۔ "اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو"۔ یعنی وہ سارے امور جو بیان ہوئے ہیں وہ دراصل اللہ کی مخالفت ہیں اور اگر وہ تم کرو گے تو گویا خدا کے مخالف ٹھہرو گے۔ "سو خدا کی طرف آجاؤ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو اور اس کے فرائض میں سستی نہ کرو اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو۔ یہی راہ نجات کی ہے"۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۷۰ تا ۷۲)

اب بعض دوسرے اقتباسات ہیں جو میں اسی تسلسل میں بیان کرتا ہوں اور جب تک یہ اقتباس ختم ہوتے ہیں اتنی دیر میں ہم انشاء اللہ اور اقتباس اکٹھے کر لیں گے۔ اگر ساری عمر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پر ہی خطبے دیئے جائیں تو جماعت کے لئے اس سے زیادہ خوشخبری کوئی نہیں ہو سکتی۔ ایک ایسے پیارے انداز کی نصیحت ہے کہ دوسرے منہ کی باتوں کے مقابل پر ایسا ہے کہ دوسرے منہ کی باتیں زمین سے تعلق رکھتی ہیں اور یہ آسمان سے تعلق رکھتی ہیں لیکن آسمان سے تعلق کے باوجود آسمان سے اس طرح اترتی ہیں جیسے رحمت باراں اتر رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر بنے"۔ "پیغمبر الوہیت کے مظہر" اللہ تعالیٰ کے مظہر، اس کی خدائی کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں۔ اور خدا دکھانے والے ہوتے ہیں۔ "پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر بنے"۔ اب اس سے زیادہ کھلا، واضح معیار اور کیا آپ کے لئے مقرر کیا جا سکتا ہے۔ پیغمبر کو تو سب جانتے ہیں بعض لوگ خود نہ جانتے ہوں تو مولویوں کی مبالغہ آمیز تقاریر سے پیغمبروں کے متعلق عجیب عجیب تصور باندھ لیتے ہیں مگر یہ جوڑ بھول جاتے ہیں کہ اگر پیغمبر خدا نما ہیں تو تم پیغمبر نما ہو۔ وہ سب کچھ کر کے دکھانا ہوگا ایسے حال میں زندگی بسر کرنی ہوگی کہ لوگوں کو پیغمبر یاد آئیں۔

یہ ایک فقرہ ہے اس میں ساری زندگی کی کہانی آگئی ہے۔ "پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر بنے"۔ اور یہ ایک فرضی پیغام نہیں اس کو حقیقت پر چسپاں کر کے دکھاتے ہیں۔ "صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) نے اس راز کو خوب سمجھ لیا تھا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوئے اور کھوئے گئے کہ ان کے وجود

SATELLITE WAREHOUSE

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

میں اور کچھ باقی رہا ہی نہیں تھا۔ جو کوئی ان کو دیکھتا تھا ان کو محویت کے عالم میں پاتا تھا"۔ آنحضرت ﷺ کے کبار صحابہ کی اس سے بڑھ کر تعریف نہیں ہو سکتی۔ جو کوئی ان کو دیکھتا تھا محویت کے عالم میں پاتا تھا۔ دونوں جہان سے وہ گزر چکے تھے پیغمبر کی ذات میں ڈوب چکے تھے۔

"پس یاد رکھو کہ اس زمانہ میں بھی جب تک وہ محویت اور وہ اطاعت میں گمشدگی پیدا نہ ہوگی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں پیدا ہوئی تھی، مریدوں، معتقدوں میں داخل ہونے کا دعویٰ تب ہی سچا اور بجا ہوگا۔ یہ بات اچھی طرح پر اپنے ذہن نشین کر لو"۔ جو صحابہ کرام میں آنحضرت ﷺ کے لئے اپنی ذات کی محویت تھی کہ اپنی ذات سے بھی کھوئے گئے تھے اور دنیا سے بھی کھوئے گئے تھے، صرف سامنے ایک نمونہ تھا جو پیغمبر کا نمونہ تھا۔ فرمایا اس دور میں بھی جبکہ تمہارے لئے اللہ نے ایک امام مقرر فرمادیا ہے یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔ اگر وہی محویت اور وہی اطاعت میں گمشدگی پیدا نہ ہوگی تو پھر تم سچے مریدوں میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اطاعت میں گمشدگی یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا محاورہ ہے، بہت ہی پیارا۔ سچی اطاعت میں انسان گم ضرور ہوتا ہے اس ذات میں گم ہو جاتا ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے اس کے مقابل پر کچھ بھی باقی نہیں رہتا، اپنے نفس کو مٹا دیتا ہے۔

جیسا کہ دو مصوروں کا امتحان لیا گیا تھا اس میں جو مضمون ہے وہ اسی محویت اور گمشدگی سے تعلق رکھتا ہے۔ دو مصور اس بات کے دعویدار تھے کہ ہم سے بہتر مصور اور نہیں ملے گا۔ ایک بادشاہ نے ان کو امتحان کے لئے بلایا اور کہا کہ ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آؤ تم دونوں کا امتحان کرتے ہیں۔ ایک بڑے ہال میں ایک پردہ بیچ میں کھینچ دیا گیا اور ایک طرف ایک مصور کو بٹھا دیا دوسری طرف دوسرے مصور کو۔ معین وقت دے دیا گیا تین چار جتنے بھی مہینے آپس میں طے ہوئے اور ان کو ان کی ضروریات مہیا کی جاتی رہیں۔ مگر اندر جانے کی کسی کو اجازت نہیں تھی۔ دروازہ کھٹکھٹا کر ان کو بتادیا جاتا تھا بتائیں کیا چیز چاہئے وہ مہیا کر دی جاتی تھی۔ آخر جب امتحان کا وقت پورا ہوا تو اتنی خوبصورت منظر کشی تھی کہ آنکھیں اس سے الگ نہیں ہوتی تھیں۔ اتنی تفصیل سے حسین نظارے دکھائے گئے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے قدرت سامنے آکھڑی ہو۔ ہر شخص عش عش کر اٹھا۔ واہ واہ مصوری اس کو کہتے ہیں۔ دوسرے مصور سے پوچھا گیا کہ آؤ اب تمہارے کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں میری ایک شرط ہے کہ حجاب جو بیچ میں ہے اس کو اٹھا لیا جائے۔ چنانچہ جب حجاب اٹھایا گیا تو بعینہ وہی تصویر جو اس دیوار پر تھی وہ اُس دیوار پر دکھائی دینے لگی کیونکہ اس مصور نے سوائے دیوار کو صیقل کرنے کے اور کوئی کام نہیں کیا تھا۔ اتنا چمکایا، اتنا چمکایا کہ درمیان سے شیشہ اٹھ گیا یعنی شیشے کی بھی کوئی جھلک دکھائی دیتی ہے مگر اس دیوار کے پردے کی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی تھی۔ کچھ دیر کے لئے تو مبہوت ہو گئے کہ یہ کیا بات ہوئی ہے اور پھر بے اختیار دل سے واہ واہ اٹھی۔ اس کہانی میں جس پردے کا ذکر ہے وہ پردہ اٹھانا ہوگا اس کے بغیر وہ محویت نہیں ہو سکتی جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمارہے ہیں کہ اطاعت میں گمشدگی۔ وہ دیوار جس کا عکس بننا چاہتی تھی اس میں گم ہو گئی اور بیچ کا پردہ حائل جو تھا وہ اٹھ گیا۔

ہر انسان اور اس کے راہنما کے درمیان اگر پردہ ہے تو وہ راہنما سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اگر پردہ اٹھ جائے تو ہر خرابی سے پردہ اٹھ جائے گا اور بعینہ انسان اس کی پیروی میں اپنی زندگی کو فنا کر دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے تعلق کو جو آنحضرت ﷺ سے تھا بالکل اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ آپ اس مصور کی طرح تھے جس نے پردہ اٹھا دیا لیکن اس وقت اٹھایا اس طرح اٹھایا کہ اپنا نفس اتنا صیقل ہو چکا تھا کہ اس پہ جو آقا تھا اس کی تصویر دکھائی دے رہی تھی اور اپنی تصویر کا کوئی نشان تک نہیں ملتا۔ یہ بظاہر برابری، برابری نہیں کیونکہ عکس عکس ہی رہے گا اور جس کا عکس ڈالا جارہا ہے وہ حقیقت میں حاوی وجود یا اعلیٰ درجے کا وجود بنا رہے گا۔ لیکن جو عکس مکمل کر دے اس کے بھی کیا کہنے۔ اس شان کی ربوبیت اس کے اندر پیدا ہوتی ہے یعنی اپنے آپ میں سو جانا، اپنے آپ سے کھوئے جانا کہ آقا کے سوا کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

پس بعض لوگ گھٹیا سا شعر پڑھتے ہیں "جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی" یہ جھوٹا اور بے معنی شعر ہے مگر جس کے دل میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوا کوئی ہو ہی نہ اس پر تو بعینہ صادق آتا ہے کہ اپنے نفس میں جب بھی دیکھا محمد رسول اللہ ﷺ کو جلوہ گر دیکھا۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ تم مجھے سامنے رکھو اور اپنے پردے اٹھا دو۔ دیکھو کتنا مشکل مگر کتنا حقیقت پسند پیغام ہے ایسا پیغام جس سے اعلیٰ پیغام آپ کو دیا نہیں جا سکتا۔

"مریدوں، معتقدوں میں داخل ہونے کا دعویٰ تب ہی سچا اور بجا ہوگا۔ یہ بات اچھی طرح پر اپنے ذہن نشین کر لو کہ جب تک یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم میں سکونت کرے اور خدا تعالیٰ کے آثار تم میں ظاہر ہوں اس وقت تک شیطانی حکومت کا عمل دخل موجود ہے"۔ اب سوال یہ ہے کہ ابھی تو رسول اللہ ﷺ کی باتیں ہو رہی تھیں اور اپنی باتیں رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے ہو رہی تھیں اچانک خدا تعالیٰ کی طرف مضمون کیوں پھیر دیا۔ یہ اس لئے ہے کہ دراصل محمدؐ رسول اللہ اس لئے عظمت رکھتے ہیں کہ خدا نما تھے، اس لئے عظمت رکھتے ہیں کہ خدا آپ کے دل میں اتر آیا تھا ورنہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ایک عام عرب بھی تو سمجھے جا سکتے تھے دنیا کو کیا پرواہ ہونی تھی۔ وہ صحابہ جو دشمن تھے کیوں مطیع ہوئے اس لئے کہ آپ کی ذات میں خدا دکھائی دینے لگا تھا۔ جب تک ان کی آنکھیں اندھی یا بیمار تھیں ان کو دکھائی نہیں دیتا تھا مگر جب دکھائی دینے لگا تو ان کے لئے عشق کے سوا چارہ ہی کوئی نہیں تھا، اپنے نفس کو بھلا دینے کے سوا ان کے لئے کوئی اور رستہ نہیں تھا۔ تو تان اس بات پر توڑی ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو اتنا بڑا دکھا رہے ہیں کہ میرے جیسے بنو گے تو بچو گے۔ یہ فرمارہے ہیں کہ محمدؐ رسول اللہ جیسے بنو گے تو بچو گے، میں بھی تو اسی طرح بچا ہوں۔ محمدؐ رسول اللہ کی پیروی کی ہے تو تمہارا امام بنایا گیا۔ پس اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ اللہ تعالیٰ تم میں سکونت کرے اور خدا تعالیٰ کے آثار تم میں ظاہر ہوں۔ جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک شیطانی حکومت کا عمل دخل موجود ہے۔ یہ وہ حکومت کا نقشہ ہے جس کو الٰہی حکومت کہا جاتا ہے۔ یہ حکومت آجائے تو شیطان کی مجال نہیں کہ اس حکومت میں دخل اندازی کر سکے۔

اب شیطان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "شیطان جھوٹ، ظلم، جذبات، خون، طول امل، ریاء اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے"۔ جھوٹ دوسروں میں دیکھو کتنا بُرا لگتا ہے اپنے نفس کو تھوڑی دیر کے لئے بھلا دو اور غیر کی نظر سے دوسرے کے جھوٹ کو دیکھو کہ کتنا مکروہ لگتا ہے اور یہی جھوٹ ہے جس پہ تم منہ مارتے ہو۔ اس کو پَل پَل کھاتے ہو اور بھول جاتے ہو کہ یہی وہ جھوٹ ہے جس سے تمہیں شدید نفرت ہے۔ اپنی ذات میں نفرت دکھائی نہیں دیتی۔ یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ شیطان جھوٹ، ظلم، جذبات، خون یعنی ایک دوسرے کا خون کرنا، طول امل امید کو کھینچتے چلے جانا یعنی ایسی چیزوں کی خواہش کرتے چلے جانا جو اپنی طاقت اور بساط سے بھی بہت زیادہ ہوں، بہت بڑھ کر ہوں لیکن کبھی ختم ہونے میں نہ آئیں۔ ریاء، دکھاوا اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔

یہ دعوت کرتا ہے سے کیا مراد ہے۔ 'بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے'۔ یہ دعوت شیطان کے چیلوں سے تعلق رکھتی ہے۔ جتنے بھی شیطانی وجود ہیں وہ بھی ایک دعوت کیا کرتے ہیں اور جتنے بھی الٰہی وجود ہیں وہ بھی ایک دعوت کیا کرتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا وجود خدا نما ہونے کی وجہ سے ان کو تو بلاتا ہی تھا جو پہچان رہے تھے کہ اس کی ذات میں خدا جھلک رہا ہے لیکن دعوت شرط تھی اس طرف لوگوں کو بلاتے بھی تھے۔ اس لئے یہ خیال کر لینا کہ شیطان بلاتا نہیں یہ ایک وہم ہے، خوش فہمی ہے، شیطان ضرور بلاتا ہے۔ اور جو لوگ آپ کو ان سب چیزوں کی طرف بلانے والے 'ساتھی' دوست جتنے بھی آپ کے قریبی ہوں یہ سارے شیطان کے چیلے ہیں۔ پس ضرور ہے کہ یا ان سے منہ موڑا جائے یا ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ اب تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔

اب یہ لفظ دعوت کرتا ہے اگر ایک انسان اسی پر غور کرے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا صرف اس فقرے سے قائل ہو سکتا ہے۔ یہ عارفانہ کلام ہے، ایک سچے کا کلام ہے، جس کو ان سب راہوں کا تجربہ ہے محض ایک مولوی کی نصیحت نہیں۔ اس کی تو حیثیت ہی کوئی نہیں، اس کو پتہ ہی نہیں کہ سچوں کے دل پہ کیا گزرتی ہے ان کو کیسا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ اور ہر بات کا ہر حصہ سچا ہوتا ہے ورنہ ایک اردو دان یہ کہے گا او ہو یہ فقرے میں زائد لکھا گیا ہے ریاء اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔ اس بے وقوف کو کیا پتہ کہ اردو کیا ہوتی ہے۔ اردو کسی نے سیکھنی ہے تو مسیح موعود علیہ السلام سے سیکھے۔ ہر زبان سچائی سے بنتی ہے، ہر زبان میں سچائی کی طاقت چمکتی ہے اور اردو میں بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مقام اور مرتبہ ہے اس کو کبھی کوئی اور نہیں پہنچ سکتا۔ نہ پہلے خلفاء پہنچ سکے۔ میرا تو

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر

پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

سوال ہی نہیں نہ آئندہ کبھی کوئی خلفاء پہنچ سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات ہی اور ہے اور یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں آپ کے مقام کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔

”ریاء اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔اس کے بالمقابل اخلاق فاضلہ، صبر، محویت، فنافی اللہ، اخلاص، ایمان، فلاح یہ اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ہیں“۔ یعنی ان چیزوں کی طرف بلانا ضروری ہے اور اللہ ہمیشہ انہی چیزوں کی طرف دعوت دیا کرتا ہے۔ ”انسان ان دونوں تجاذب میں پڑا ہوا ہے“۔ تجاذب کہتے ہیں ایسی چیز جس میں کھینچنے کی طاقت ہو اور تجاذب کا زائد معنی یہ ہے کہ دو طرف کھینچنے کی طاقت ہو۔ ایک طرف ایک طرف سے کھینچا جا رہا ہو، دوسری طرف سے دوسرا اگر وہ دوسری طرف کھینچ رہا ہو۔ جیسے رسہ کشی میں ہوا کرتا ہے یہ ایک تجاذب ہے۔ فرماتے ہیں، ”انسان ان دونوں تجاذب میں پڑا ہوا ہے پھر جس کی فطرت نیک ہے اور سعادت کا مادہ اس میں رکھا ہوا ہے وہ شیطان کی ہزاروں دعوتوں اور جذبات کے ہوتے ہوئے بھی اس فطرت رشید، سعادت اور سلامت روی کے مادہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے اور خدا ہی میں اپنی راحت، تسلی اور اطمینان پاتا ہے“۔

اب یہ جو تجربہ ہے یہ ہر انسان کو کبھی کبھی ضرور ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات وہ جب کسی بری بات سے بھاگتا ہے تو اس کا دل گواہ ہوگا کہ اس کے نتیجے میں ضرور تسلی اور راحت اور اطمینان پائے گا اور جو کلیۃً خدا کی طرف دوڑ رہا ہو اس کے ہر فیصلے میں راحت اور اطمینان ہوگا۔ ”مگر ہر چیز کے لئے نشان ضرور ہوتے ہیں جب تک اس میں نشان نہ پائے جاویں وہ معتبر نہیں ہو سکتی“۔ اب وہم و گمان کی بات نہیں ہے کہ آپ سمجھیں کہ ہاں ہم نے یہی کام کرنا ہوتا ہے۔ فرمایا کچھ نشان ضروری ہیں۔ ”دیکھو دواؤں کی طبیب شناخت کر لیتا ہے۔ بنفشہ، خیار شنبر اور تربد میں“۔ یہ وہ دوائیں ہیں جو پرانے رسمی طب میں استعمال ہوا کرتی تھیں ابھی بھی مختلف شکلوں میں آج کے اطباء بھی استعمال کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں، ”اگر وہ صفات نہ پائے جائیں جو ایک بڑے تجربے کے بعد ان میں متحقق ہوئے ہیں تو طبیب ان کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے“۔ دواؤں کی پہچان ان ناموں سے نہیں جن ناموں سے وہ بکا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ دوائیں جب طبیب خریدتا ہے تو پھر تجربہ کر کے دیکھتا ہے کہ ان کا فائدہ بھی ہوا ہے کہ نہیں۔ اگر وہ فائدہ اس میں نہ ہو تو وہ مصنوعی دوائیں ہیں بے کار دوائیں ہیں اور آج کل Third World میں دواؤں کے نام پر پتہ نہیں کیا کیا بک رہا ہے اور اس لائق ہوتی ہیں اکثر دوائیں کہ وہ ردی کی طرح ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جائیں۔

”اس طرح پر ایمان کے نشانات ہیں“۔ فرمایا ایمان بھی بعض نشانات رکھتا ہے اگر وہ نشانات تم میں نہ ہوں تو محض وہم ہے کہ تمہیں ایمان ہے اس لئے اپنے ایمان کو اس طرح پرکھو جیسے طبیب دواؤں کو پرکھتا ہے۔ اور وہ ایمان ایسے ہیں۔ فرماتے ہیں، ”اللہ تعالیٰ نے بار بار ان کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے“۔ (ملفوظات جلد دوم، مطبوعہ لندن، صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹)۔ وہ ایسے نشان تو نہیں جو مخفی ہوں یا چھپے ہوئے تم سے، تمہارے دماغ میں آئیں ہی نہ۔ خدا کا کلام پڑھو تو ایمان کی ہر علامت کا اس میں بیان ہے۔ اس سے اپنے آپ کو پرکھو کیونکہ وہ دوا جو تجویز ہوئی ہے وہ جھوٹی نہیں ہو سکتی، تمہارا نفس جھوٹا ہو سکتا ہے۔

ایک موقعہ پر شہد کے استعمال کی بات تھی۔ ایک مریض کو پیٹ میں تکلیف تھی آنحضرت ﷺ نے شہد تجویز کیا اور وہ آیا کہ میں تو ابھی تک ویسا ہی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اور شہد پیو۔ پھر آیا آپؐ نے فرمایا اور شہد پیو اور فرمایا کہ دیکھو تمہارا پیٹ جھوٹا ہو سکتا ہے مگر اللہ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ شہد میں ضرور شفاء ہے۔ اور اسی طرح شہد بار بار پینے سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل شفایاب ہو گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ذکر فرمایا ہے وہ ان ایمان کی نشانیوں کا ذکر ہے جو لاریب کتاب میں ہیں۔ جھوٹ اس کتاب میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ ساری نشانیاں سچی ہیں۔ ان نشانیوں کو اپنے اندر تلاش کرو۔ اگر ساری نشانیاں آپ میں مل گئیں تو آپ گویا رسول اللہ ﷺ کا عکس بن جائیں گے۔ کیونکہ آپؐ کی ذات کی تعریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تھا ”کَانَ خُلُقُہُ الْقُرآنُ“ آپ کا خلق تو قرآن تھا۔ تو کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام چھوٹی چھوٹی، سادہ سادہ، پیاری پیاری نصیحتوں سے کتنے عظیم مضمون کی طرف آپ کو لے جاتے ہیں۔ ایسا مضمون جو ساری زندگی پہ حاوی ہو جاتا ہے اور انسان کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کس طرف بلایا جا رہا ہوں ورنہ شاید ڈر جاتا پہلے ہی رک جاتا، تھوڑا تھوڑا کر کے آگے قدم بڑھایا جا رہا ہے۔ پاس پہنچتا ہے انسان کہتا ہے او ہو میں تو ہر طرف سے گھیرے میں آ گیا، اب تو مجال نہیں کہ ان باتوں کو نظر انداز کر سکوں۔

پس یہاں سے انشاء اللہ اگلے خطبے کا مضمون شروع ہوگا سوائے اس کے کہ کچھ اور باتیں ایسی ہو جائیں جن کا بیچ میں ذکر کرنا ضروری ہوا کرتا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی چھوٹی چھوٹی پیاری نصیحتوں کے نتیجے میں جماعت بڑی بنتی چلی جائے گی۔

☾☾☾ .... ☾☾☾

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

نبوت پر فائز نہیں کیا جاتا جب تک تمام نفسانی خواہشات ترک نہ کر دے۔ یہ اصولی تعلیم ہے اور دراصل آپ کے متبعین کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ نفس کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔

بدھ، ۱۸/ مارچ ۱۹۹۸ء : آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۵۹ جو ۸/ جون ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ ہوئی تھی ٹرانسمٹ ہوئی۔

جمعرات، ۱۹/ مارچ ۱۹۹۸ء : آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۱۰ جو ۲۷/ ستمبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی براڈکاسٹ کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۰/ مارچ ۱۹۹۸ : آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والوں کی بھرپور کلاس کے ساتھ سوال و جواب کی مجلس براڈکاسٹ کی گئی۔ کارروائی درج ذیل ہے۔

☆...... آنحضرتؐ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ہر صدی کے آخر پر مجدد آئیں گے جو دین کی تجدید کریں گے۔ حضور سے اس کی تشریح کی درخواست ہے۔ حضور انور نے اختصاراً فرمایا کہ مجدد کے فرائض میں دین کی تجدید ہے۔ مجدد کے ہاتھ پر بیعت کرنا ضروری نہیں۔ ایک ہی وقت میں کئی مجدد ہو سکتے ہیں اور مجدد عالمی حیثیت نہیں رکھتے۔ سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔

☆...... کئی لوگوں کا ایمان ہے کہ حضرت نوحؑ کا طوفان تمام دنیا میں آیا لیکن ہم احمدی اسے محدود علاقہ میں سمجھتے ہیں!۔ حضور نے وضاحت سے اس عقیدہ کی دلائل کے ساتھ تردید فرمائی۔ اور دلائل سے سمجھایا کہ وہ محدود لوگوں کے لئے محدود علاقے میں آیا۔ ماریشس میں بہرحال نہیں آیا تھا۔ (سوال کرنے والے ماریشس سے تھے)۔

☆...... فرانس میں مسجدوں میں جا کر تبلیغ کرنا آسان ہے۔ کیا وہاں جا کر تبلیغ کیا کریں؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ مسجد میں کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ آپ اعلان کر کے جا سکتے ہیں۔ چوری چوری جا کر تبلیغ کرنا جائز نہیں اس لئے غیر احمدیوں کی مساجد میں جا کر ٹیڑھے عقائد والوں کو ٹھیک کرنے کی بجائے ان مسجدوں سے باہر تبلیغ کریں۔

☆...... حضور افریقہ کے فرنچ علاقوں کا کب دورہ کریں گے اور کیا Accomplish کریں گے؟۔

☆...... کیا Genetic Engeneering سے کسی کی قومیت معلوم کی جا سکتی ہے؟ فرمایا اس سوال کی ضرورت ہی نہیں۔ کئی اور طریقوں سے قومیت کا ثبوت مہیا کیا جا سکتا ہے۔

☆...... اصحاب المیمنہ، اصحاب المشئمہ اور السابقون کی وضاحت کی درخواست کی گئی!

☆...... ان الذین لا یومنون بالآخرۃ یسمُّونَ الملائکۃ تسمیۃ الانثیٰ کی تشریح کی گئی۔

☆...... آخر میں حضور انور نے فرنچ خاتون مکرمہ سلیمہ صاحبہ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے اب پروگرام لقاء مع العرب کا فرنچ میں ترجمہ شروع کر دیا ہے۔ اور وضاحت کے ساتھ آئندہ مستقل طور پر لقاء مع العرب کا ترجمہ باقی زبانوں کے ساتھ شامل کر دیا جائے گا۔ اس پروگرام کے ترجمے میں عبدالغنی صاحب جہانگیر بھی حصہ لیں گے۔

(امتہ المجید چوہدری)

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . *the worldclass fabric manufacturers*

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، آسٹریلیا)

مردوں اور عورتوں کے دائرہ کار قدرت نے الگ الگ مقرر کر رکھے ہیں

ماہرین حیاتیات بڑے خوش ہیں کہ انہوں نے قدرت کا یہ عظیم راز معلوم کر لیا ہے کہ مردوں اور عورتوں کے طرز عمل (Behaviour) صلاحیتوں اور دلچسپیوں میں جو فرق ہوتا ہے اس کی وجہ ان کے دماغ کی بناوٹ کا اختلاف ہے۔ مائیکل جوزف اپنی کتاب Brain Sex میں (جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے) لکھتے ہیں کہ مردوں عورتوں دونوں میں کچھ خوبیاں ہیں اور کچھ خامیاں ہیں۔ بعض معاملات میں مرد عورتوں سے آگے نکلے ہوئے ہیں اور بعض میں عورتیں مردوں سے آگے ہیں۔ اسی طرح بعض باتوں میں مرد عورتوں سے کمزور ہیں اور بعض میں عورتیں۔ مردوں کے دماغ میں جگہ (Space) زیادہ کھلی ہوتی ہے اور کچھ مردانہ سیکس ہارمون (Testosterone) کے اثرات ہیں جو اس اختلاف کا باعث بنے ہیں۔

مرد جسمانی مشقت کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ ان کا میدان کھیت اور کارخانے ہیں۔ وہ بہترین مکینک، ماہر حساب دان، میوزک کمپوزر اور شطرنج کے کھلاڑی ثابت ہو سکتے ہیں۔ مردوں کے دماغ کی کھلی جگہ ان کو کھلے ماحول میں کام کرنے پر ابھارتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ادھر ادھر کھلا دوڑا پھرے۔ اگر مرد کے ہاتھ میں ٹیلی ویژن کا ریموٹ ہوگا تو وہ اسے گھماتا پھرے گا جبکہ عورت اپنا پسندیدہ پروگرام آرام سے دیکھے گی اور ادھر اُدھر نظریں نہیں گھمائے گی۔ مرد گاڑی چلاتے ہوئے بار بار لین تبدیل کرے گا جبکہ عورت کی خواہش ہوگی کہ ایک ہی لین میں چلتی چلی جائے۔ مردوں کی نگاہ مجمل ہوتی ہے اور عورت کی مفصل۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر زیادہ توجہ دے گی۔ عورتیں جذباتی ہوتی ہیں اور ان میں خوبصورتی کو محسوس کرنے کا ملکہ زیادہ ہوتا ہے۔

پھر وہ لکھتے ہیں کہ عورتوں کے دماغ کی ساخت ایسی ہے کہ مردوں کے مقابلہ میں ان کے سونگھنے، چکھنے، سننے اور بولنے کی طاقتیں زیادہ ترقی یافتہ ہوتی ہیں اسی لئے وہ مردوں کی نظروں کو فوراً پہچان لیتی ہیں۔ زبانیں سیکھنے کے لئے عورتیں زیادہ موزوں ہیں۔ چونکہ قدرت نے عورتوں کو بات کرنے کا زیادہ ملکہ عطا کیا ہے اس لئے وہ بولنے چالنے میں زیادہ لطف محسوس کرتی ہیں۔

سائنس دانوں کی تحقیق سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کے کام کرنے کے دائرے مختلف ہیں اور وہ مختلف کاموں کے لئے زیادہ موزوں ہیں سوائے استثنائی حالات کے جیسے ذاتی مجبوری یا قومی ضرورت۔ ورنہ بالعموم یہی بات درست ہے کہ ایک کو دوسرے کے دائرہ میں گھسیڑنا ایسے ہی ہے جیسے لوہار سنار کے اوزاروں سے اور سنار لوہار کے ہتھیاروں سے کام کرنا شروع کر دے۔ جب عورت اور مرد کی مساوات قدرت ہی نے قائم نہیں کی اور ایک کو دوسرے پر بعض امور میں فضیلت دے دی ہے تو اس کے خلاف کام کرنا ایک غیر طبعی بات ہے۔

اللہ نے ہر مخلوق کو اس کے کاموں کی مناسبت سے قویٰ عطا کئے ہیں جیسے فرمایا "وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا" (الفرقان 25:3)۔ یعنی اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اس کے لئے ایک خاص اندازہ (قویٰ اور بناوٹ وغیرہ کا) مقرر کر دیا ہے۔ آج کے بہت سے سماجی، معاشی، اخلاقی اور اقتصادی مسائل مردوں اور عورتوں کے ایک دوسرے کے دائرہ میں گھسنے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر مغربی ممالک کی عورتیں آج اپنے گھروں کو سنبھال لیں تو بے کاری بھی ختم ہو جائے۔ بچوں کی تربیت بھی بہتر انداز میں ہونے لگے اور بے شمار اجڑے گھروں کا سکون بھی پھر لوٹ آئے۔

اربوں سال پہلے جو واقعات کائنات میں گزرے ان کو دیکھنے کی تیاریاں

یوں تو پہلے بھی کئی عظیم دوربینیں کائنات کا مشاہدہ کر رہی ہیں لیکن اب Gemini Project کے ذریعہ جو دوربینیں بنائی جا رہی ہیں وہ دنیا میں سب سے بڑی ہونگی۔

حکومت آسٹریلیا نے اعلان کیا ہے کہ وہ بھی ساڑھے تیرہ ملین ڈالر کا حصہ اس منصوبہ میں ڈال رہے ہیں جس پر خرچ کا کل اندازہ ۲۹۲ ملین ڈالر ہے۔ جو امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، آسٹریلیا، چلی، ارجنٹائن اور برازیل برداشت کر رہے ہیں۔ ایک دوربین ہوائی میں نصب کی جائے گی اور دوسری چلی میں۔

یہ منصوبہ جس کے تحت یہ دو Optical Infra-Red دوربینیں لگائی جائیں گی پانچ سال میں مکمل ہوگا۔ دوربینیں اتنی بڑی بڑی ہونگی کہ ان کا Aperture (جہاں سے روشنی داخل ہوتی ہے) آٹھ میٹر کا ہوگا۔

سائنس دان کہتے ہیں کہ ہم ان دوربینوں کی مدد سے کائنات کے اندر اتنی گہرائی تک دیکھ سکیں گے جہاں تک پہلے ہمیں رسائی حاصل نہ تھی۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ چودہ ارب سال پہلے جو واقعہ کائنات میں گزرا اور جس کے نتیجے میں یہ کائنات، بے شمار کہکشائیں اور ستارے وجود میں آئے تھے وہ کیسا تھا۔ جب یہ کائنات اپنے ارتقاء کی منازل سے گزر رہی تھی اس وقت کیسی لگ رہی تھی۔ ہم کائنات کی تاریخ کو خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں یہ بھی کہ زمین کے علاوہ زندگی کہیں اور بھی پائی جاتی ہے یا نہیں اور یہ کہ پُراسرار بلیک ہول کے بارہ میں بھی کچھ مزید پتہ لگے۔

آسٹریلیا کے سائنس دان Prof Jeremy Mould جو اس منصوبہ سے متعلق ہیں کہتے ہیں کہ اب ہم کہکشاؤں کے ارتقاء کی تاریخ کو تب سے لے کر جب ان کی عمر چند ارب سال تھی اب تک مشاہدہ کر سکیں گے۔ سائنس دانوں کی نظر تقریباً اس مقام تک پہنچ جائے گی جہاں سے کائنات اور وقت کا آغاز ہوا تھا۔

(ماخوذ از سڈنی ہیرلڈ ۱۹.۲.۹۸)

روشنی جو اربوں سال پہلے ان کہکشاؤں سے ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہوئی زمین کی طرف روانہ ہوئی تھی وہ اتنی لمبی مسافت طے کر کے اب ہم تک پہنچ رہی ہے جس کی وجہ سے وہ واقعات جو اس وقت گزرے تھے جب روشنی نے سفر کا آغاز کیا تھا وہ ہمیں اب نظر آ رہے ہیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ اِس وقت ان کہکشاؤں کا کیا حال ہے تو وہ کوئی نہیں بتا سکتا، کوئی چودہ ارب سال بعد آئے تو دیکھے۔ لیکن ہمارے اپنے سورج اور نظام شمسی کی عمر کہتے ہیں صرف پانچ ارب سال باقی رہ گئی ہے اس لئے جو کچھ اِس وقت اُن کہکشاؤں پر گزر رہی ہے ہم کبھی معلوم نہ کر سکیں گے۔ سچ ہے ؎

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدہ دشوار کا

بقیہ: حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی

اپنے ماتحتوں کی عزت افزائی اور ان کے کام کو زیادہ سے زیادہ رنگ دے کر اُجاگر کرنے کی آپ کو ہمیشہ فکر رہتی تھی۔ اس سلسلہ میں آپ نے مجھے بھی اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ میں اپنے ساتھیوں سے مضامین لکھوا کر ان کی درستی کر کے اخبارات میں شائع کروایا کروں۔ آپ کی خواہش کے پیچھے یہ جذبہ کار فرما تھا کہ ہمیشہ اپنے جانشین پیدا کرنے کی فکر میں رہنا چاہئے۔ آخر انسانی زندگی کا کیا بھروسہ ہے؟ کون جانے اسے کب پیغام اجل آ جائے۔ لیکن ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ کسی ایک آدمی کے چلے جانے سے کام کے میدان میں خلا پیدا ہو جائے۔ جب میں نے حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کی وفات پر ایک پمفلٹ شائع کیا تو آپ نے ایک نہایت ہی پیارا دیباچہ لکھا جس میں حضرت نیر صاحب کی بعض نمایاں خوبیوں کا ذکر کر کے اس بات کی خواہش کی کہ ہمیں بھی وہ خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں اور ان خوبیوں کو ایک دائمی تسلسل حاصل ہو جانا چاہئے۔

آپ کی خاص خاص خوبیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ تبلیغ کے سلسلہ میں جماعت پر کم سے کم بوجھ ڈالنا چاہتے تھے۔ اور اپنے ساتھ کام کرنے والے مبلغین کو ہمیشہ اس بات کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ نائجیریا مشن کو کچھ مالی مشکلات پیش آئیں تو آپ نے جو اس وقت ہمارے رئیس التبلیغ تھے مجھے لکھا کہ میں اپنے ساتھ کام کرنے والے مبلغین سے کہوں کہ وہ پھیری لگا کر کپڑا بیچ لیا کریں اور میں خود لیگوس میں ایک دو ٹیوشنیں لے لوں تاکہ اس آمد سے ہم اپنا خرچ بھی برداشت کر سکیں اور مشن کی مزید مدد بھی کر سکیں۔ اگرچہ حالات جلد ہی بدل گئے اور مشن کو مالی آسانی میسر آ گئی لیکن آپ کی نصیحت دل پر ایک نقش چھوڑ گئی"۔

جناب مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم (سابق مبلغ غانا و انچارج احمدیہ مشن امریکہ) کا بیان ہے:

میں نے مولوی نذیر احمد علی صاحب کو غانا میں کام کرتے نہیں دیکھا۔ غانا میں فروری ۱۹۵۱ء میں میری آمد سے چند ماہ قبل آپ پاکستان جا چکے تھے۔ لیکن جن مبلغین اور احباب جماعت سے آپ کے متعلق تذکرہ ہوا ہر ایک کو آپ کے تبلیغی جنون کی تعریف میں رطب اللسان پایا۔ آپ عالم شباب میں ان ممالک میں تشریف لائے اور اعلائے کلمۃ اللہ میں اپنا شباب اور اپنی صحت قربان کر دی اور اسی فریضہ کی ادائیگی میں جام شہادت نوش فرمایا۔

جہاد کبیر میں آپ کو نہ بخار کی پرواہ تھی نہ کسی بیماری کی۔ چونکہ تبلیغ کا خود جنون تھا اس لئے وہ ماتحت کام کرنے والے مبلغین اور دیگر افراد کو بھی اسی رنگ میں رنگین دیکھنا چاہتے تھے اور خواہاں تھے کہ سالوں کا کام مہینوں بلکہ ہفتوں میں تکمیل پذیر ہو سکے۔ اور اس تیزی رفتاری پر کسی کو شکوہ ہو تو اس کی چنداں پرواہ نہیں کرتے تھے۔ متعدد بار ایسا ہوتا کہ شدت مرض کے باعث آپ تقریر نہیں کر سکتے تھے تو آپ تبلیغی جلسہ میں محض شرکت کر لیتے تا ثواب حاصل کر سکیں۔

میں نے وولٹا ریجن کے سوا قریباً ہر ریجن (علاقہ) میں کام کیا ہے اور مختلف مقامات میں جانے کی کوشش کی ہے وہ علاقے جہاں اب سڑکیں بن چکی ہیں پہلے گھنے جنگل اور دشوار گزار راستوں سے وہاں جانا پڑتا تھا۔ آپ اس عہد میں بھی وہاں پہنچے۔ دوسری بار آپ تشریف لائے تو اسی تبلیغ جنون کے صدقے اپنے ساتھ الحاج مولوی نذیر احمد صاحب مبشر فاضل کو لائے تاکہ ان کے ذریعہ مقامی افریقن مبلغین تیار کر کے تبلیغ کی توسیع کی جائے اور بفضلہٖ تعالیٰ آپ کی یہ سکیم بہت کامیاب ہوئی اور آج کل کے افریقن مبلغین میں سے سوائے چند کے دیگر تمام ہی مبشر صاحب کے ذریعہ تربیت یافتہ ہیں۔

چنانچہ مولوی صاحب اور افریقن مبلغین کی مساعی سے اس ملک کے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں احمدیت کا بیج بویا گیا اور متعدد جماعتیں قائم ہوئیں"۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد ۱۸)

☆......☆......☆

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ ۱۶

اگر وہ پیدا ہو چکے ہیں تو اپنے ظہور کے تخیل سے باز رہیں اور اگر ابھی عالم وجود میں تشریف نہیں لائے تو اللہ سے ہماری دعا ہے کہ وہ کبھی تشریف نہ لائیں تاکہ امت مزید نئے فتنوں سے دوچار نہ ہو۔

('عقیدہ مہدویت اور ظہور مہدی' صفحہ ۲۶ ناشر انجمن اُسوہ حسنہ پاکستان۔ بی 3/1 معمار ہائیٹس گلشن اقبال کراچی ۵۔ فون 419944)

آہ اس شرمناک خیال کو آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی بے حرمتی اور بغاوت کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا ؎

یاد وہ دن جبکہ کہتے تھے یہ سب ارکان دیں
مہدی موعود حق اب جلد ہوگا آشکار
پھر وہ دن جب آئے اور چودھویں آئی صدی
سب سے اول ہو گئے منکر یہی دیں کے منار

☆......☆......☆

بقیہ: احمدیوں کی قابل رشک خدمات

بنک کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ پاکستان اور تیسری دنیا کے بہت سے ممالک کی اقتصادی صورتحال پر اتھارٹی مانے جاتے ہیں...... یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کی اہم شخصیات امریکہ یاترا کے دوران جناب ایم۔ایم۔ احمد سے ضرور ملاقات کرتی ہیں اور یوں اپنی معلومات میں اضافہ کرتی ہیں۔ گزشتہ دنوں پاکستان کے سابق چیف جسٹس جناب نسیم حسن شاہ امریکہ تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی جناب ایم۔ایم۔احمد سے ملاقات کی"۔

انٹرویو کے دوران جماعت کی حب الوطنی اور پاکستان کی دل سے خیر خواہی کا ذکر کرتے ہوئے جناب ایم۔ ایم۔احمد نے جو کچھ بیان کیا وہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر احمدی کے دل کی آواز ہے۔ آپ نے فرمایا:

"ہمیں جب بھی کوئی موقعہ ملتا ہے ہم پاکستان کے لئے ضرور کام کرتے ہیں اور جو کچھ ممکن ہوتا ہے وہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں...... ہماری تعلیم ہماری رگوں میں اور ہمارے خون میں سرایت کر چکی ہے وہ یہ کہ ملک کے ساتھ ہر صورت میں وفاداری کو نبھانا ہے...... حال ہی میں پریسلر ترمیم کے خلاف جو براؤن ترمیم کے لئے کوشش ہوئی تھی تو اس وقت مجھے بھی ایمبیسی نے کہا کہ میں بھی اس سلسلے میں کوشش کروں تو میں نے اس وقت بڑی بھرپور کوشش کی تھی یہاں تک کہ یہاں پاکستانی کمیونٹی اور تمام متعلقہ حلقوں میں خاصی دھاک بیٹھی اور حیرت سے لوگوں نے کہا کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ ملک کے خلاف ہیں **لیکن انہوں نے تو ملک کے لئے بڑا کام کیا ہے اور جان کی بازی لگا کے جدوجہد کی ہے"۔**

(انٹرویو مطبوعہ ہفت روزہ 'حرمت' صفحہ ۱۱)

اس پر استاد داغ دہلوی کے یہ اشعار یاد آتے ہیں ؎

ناروا کہئے ناسزا کہئے
کہئے کہئے ہمیں برا کہئے
ہوش اڑ گئے رقیبوں کے
داغ کو اور بے وفا کہئے

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

پاکستان کے احمدیوں کی

ممتاز قابل رشک خدمات

(پروفیسر راجہ نصراللہ خان۔ ربوہ)

قسط نمبر ۴

ماہر اقتصادیات

جناب ایم۔ایم احمد

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (ایم۔ایم۔احمد) خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نہایت ہی قابل اور محترم فرد ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت آپ ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر فائز تھے۔ اپنی خداداد ذہانت، لیاقت اور دیانت اور محنت کے بل بوتے پر ترقی کی منازل طے کرتے چلے گئے۔ صدر پاکستان محمد ایوب خان کے دور کے ابتدائی عرصہ میں آپ مغربی پاکستان کے ایڈیشنل چیف سیکرٹری تھے۔ چونکہ صدر ایوب خان تعمیر ترقی وطن کے لئے ہر میدان میں جوہر قابل کی تلاش میں رہتے تھے اس لئے جناب ایم ایم احمد کی خدمات مرکزی حکومت کو سونپ دی گئیں۔ وہ وزارت خزانہ کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اس زمانہ میں ایک روپے کے نوٹ پر بطور سیکرٹری وزارت خزانہ آپ کے دستخط ثبت ہوتے تھے۔ آپ اقتصادیات اور مالیات کے امور میں اتنے کامیاب اور لائق ثابت ہوئے کہ صدر محمد ایوب خان نے انہیں منصوبہ بندی کمیشن کا ڈپٹی چیئرمین مقرر کر دیا۔ (چیئرمین خود صدر ہوا کرتے تھے)۔ ملک بھر میں توسیع و ترقی کے پنجسالہ منصوبے کی وقیع ذمہ داری آپ کے سپرد ہو گئی۔

یحیٰ خان کے دور میں جناب ایم۔ایم۔احمد کو صدر پاکستان کا اقتصادی مشیر مقرر کیا گیا۔ یہ عہدہ مرکزی وزیر کے برابر تھا۔ یوں جناب ایم۔ایم۔احمد کی ذمہ داریاں اور مصروفیات مزید وسیع اور کلیدی نوعیت کی ہو گئیں۔

ملکی معیشت کو سنبھالنا

۱۹۷۱ء کا زمانہ ملک کے لئے ایک پر آشوب دور تھا۔ کیونکہ (اس وقت کے) مشرقی پاکستان میں دشمنان پاکستان اور شورش پسندوں نے حالات بہت خراب کر دئے تھے۔ ملکی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے مکتی باہنی اور ہندوستانی ایجنٹوں نے ایک مکروہ منصوبہ بنایا اور مشرقی پاکستان کے بنکوں سے لکھو کھہا روپے کے بڑے کرنسی نوٹ لوٹ لئے۔ مقصد یہ تھا کہ یہ ان گنت روپیہ بیرون ملک منتقل کر کے دوبارہ پاکستان میں سمگل کیا جائے اور اونے پونے اشیاء صرف کو خرید کر مصنوعی قلت پیدا کی جائے اور یوں نظام زندگی اور معیشت کو مفلوج کر دیا جائے۔ اس نازک اور خطرناک موقع پر صدر کے اقتصادی مشیر اور ماہر مالیات جناب ایم۔ایم۔احمد نے حد درجہ فراست سے کام لیتے ہوئے سٹیٹ بنک کے گورنر اور دوسرے زعماء کے ساتھ مل کر دشمنان وطن کے اس فتنے کو ناکام بنانے کا زبردست حل نکالا اور حکومت پاکستان کے فیصلے کے مطابق ۸رجون ۱۹۷۱ء کو ایک سو اور پانچ سو کے کرنسی نوٹوں کو منسوخ کر دیا گیا۔ تمام قومی اخبارات نے اس بروقت اور دانشمندانہ اقدام کی تعریف کی۔ ملاحظہ فرمائیے:

(الف)...... : روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور نے اپنی ۹رجون ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں "کرنسی کی تنسیخ" کے زیر عنوان اداریہ میں لکھا:

"گزشتہ ماہ صدر مملکت کے اس انکشاف کے بعد کہ تقریباً ساٹھ کروڑ روپے یا اس سے بھی زائد مشرقی پاکستان کے بنکوں سے لوٹ لئے گئے ہیں اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ بڑی کرنسی کے نوٹوں کو منسوخ کر دیا جائے کہ یہ اقدام معیشت کی خاطر لازم تھا۔ اس بات کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے"۔

(ب)...... : روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۱۴ر جون ۱۹۷۱ء کے صفحہ اول کی سرخی "بڑے نوٹوں کی منسوخی نے سمگلنگ ختم کرنے کا بہترین موقعہ پیدا کر دیا"۔ "افغانستان کے سکھ اور ہندو سمگلروں کا کاروبار تباہ ہو گیا"۔

(ج)...... : نوائے وقت نے ۱۸رجون ۱۹۷۱ء کو جو اداریہ لکھا اس کا عنوان تھا: "منسوخ نوٹ اور کالا روپیہ"۔

"پانچ سو اور ایک سو روپے کی مالیت کے نوٹوں کی تنسیخ کا بنیادی مقصد ملک و قوم کو مشرقی پاکستان کے بنکوں سے لوٹی ہوئی اس کرنسی کے منفی اثرات سے محفوظ کرنا تھا جو نام نہاد بنگلہ دیش کے پجاریوں نے مغربی بنگال پہنچا دی تھی اور جو مغربی بنگال سے افغانستان اور خلیج فارس کی مملکتوں کے راستے دوبارہ پاکستان سمگل ہونے لگی تھی۔ یہ مقصد کرنسی نوٹوں کی تنسیخ کے اعلان کے ساتھ ہی حاصل ہو گیا تھا۔ اس اقدام کا ملکی معیشت پر بھی خوشگوار اثر پڑا...... اس اقدام سے افراط زر کو روکنے میں مدد ملی ہے اور ہم ایک بار پھر کرنسی کی قیمت کم کرنے کے جاں گسل مرحلہ سے بچ گئے ہیں"۔

ایم۔ایم۔احمد کا ایک اور شاہکار

مرکزی بجٹ 72-1971

۱۹۷۱ء کے کٹھن اور پر آشوب دور کا کچھ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ مشرقی پاکستان میں انتہائی دگرگوں حالت کے ساتھ فوجی اخراجات کی زیادتی اور اپنوں اور بیگانوں کی یلغار نے ملک کو سخت پریشان حال کیا ہوا تھا۔ ان حالات کے باعث عوام و خواص کے ذہنوں پر خاصا خوف طاری تھا کہ نیا مرکزی بجٹ (72-1971) بھاری عوامی ٹیکس لے کر آئے گا اور روزمرہ استعمال کی چیزوں کی قیمتیں بہت چڑھ جائیں گی۔ لیکن آفریں ہے جناب ایم۔ایم۔احمد کی خداداد لیاقت کو اور دن رات کی محنت اور سوچ و بچار کو کہ آپ نے ۲۶رجون ۱۹۷۱ء کی سہ پہر کو جو بجٹ پیش کیا (اس وقت آپ کی بجٹ تقریر ریڈیو پر بھی نشر ہو رہی تھی) وہ ہمارے ملک کے روایتی کمر توڑ بجٹوں کی بجائے ایک سکون بخش اور خوش کن بجٹ تھا۔ ملکی اخبارات سے اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

(الف)...... : ۲۷رجون ۱۹۷۱ء کے پاکستان ٹائمز کی شہ سرخی تھی، "خود اعتمادی اور کفایت شعاری کا بجٹ"۔

دوسری خبر: "بجٹ تجاویز کے حقیقت پسندانہ ہونے کا خیر مقدم کیا گیا"۔

(ب)...... : پاکستان ٹائمز مورخہ ۲۸رجون ۱۹۷۱ کے صفحہ اول پر یہ رپورٹ شائع ہوئی:

"راولپنڈی ۲۷رجون۔ اتوار کو عوام کا موڈ اس سے مختلف تھا جو عموماً بجٹ کے بعد ہوا کرتا تھا۔ قیمتوں کے چڑھ جانے کے امکانی خوف اور خفگی کی بجائے عوام ایک طرح کی راحت محسوس کر رہے ہیں۔ وہ اس بے رحم تلوار سے محفوظ ہو گئے ہیں جو عمومی معاشی بدحالی اور مشرقی پاکستان کے بحران کے پیش نظر ناگزیر معلوم ہوتی تھی۔ بجٹ کے دو نمایاں پہلو ہیں۔ ٹیکسوں کے عائد کرنے میں معقولیت اور خود پر انحصار کرنے کی اشد ضرورت"۔

(ج)...... : نوائے وقت مورخہ ۲۷رجون ۱۹۷۱ء کے صفحہ اول کی ایک خبر: "ایم۔ایم۔احمد کو مبارکباد"۔

"راولپنڈی۔ ۲۶رجون۔ آج ایم۔ایم۔احمد نے اپنی بجٹ تقریر ختم کی۔ تقریب میں موجود سرکردہ صنعتکاروں اور بنکاروں نے ایک اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کی۔ یہ تقریب حسب سابق نہایت سادہ تھی"۔

(د)...... : روزنامہ مشرق (۲۸رجون ۱۹۷۱) کا اداریہ حقیقت پسندانہ بجٹ "صدر کے اقتصادی مشیر ایم۔ ایم۔ احمد کے مرکزی بجٹ کو مجموعی طور پر متوازن، حقیقت پسندانہ اور ایک خوددار قوم کے شایان شان قرار دیا جا سکتا ہے...... عام آدمی پر ٹیکسوں کا بار بہت کم ڈالا گیا ہے اور ترقیاتی حکمت عملی میں مختلف علاقوں کے عوام کی خواہشات کا سنجیدگی سے جائزہ لیا گیا ہے تاکہ معاشرتی انصاف کے پروگرام کا آغاز ہو سکے۔

(ر)...... : ۲۹رجون ۱۹۷۱ء کے نوائے وقت کے آخری صفحہ پر حکیم محمد سعید صاحب (چیئرمین ہمدرد فاؤنڈیشن) کا ایک بیان شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے:

"نیا بجٹ فی الواقعہ حقیقت پسندانہ ہے"

(س)...... : نوائے وقت مورخہ ۳۰ر جون کے صفحہ اول کی ایک خبر، "صاحبزادہ فیض الحسن صدر جمیعت علماء پاکستان نے نئے بجٹ...... کا پرجوش خیر مقدم کیا اور کہا کہ حکومت نے مشروط سیاسی امداد مسترد کر کے ایک خوددار اور غیرت مند قوم کی ترجمانی کی ہے۔ اب قوم پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ کفایت اور بچت کی مہم چلا کر خود کفیل ہونے کی کوشش کرے"۔

(ص)...... : سینئر صحافی م۔ش کی ڈائری:

"صدر کے اقتصادی مشیر جناب ایم۔ ایم۔ احمد نے راولپنڈی میں اپنی بجٹ تقریر کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کیا لیکن میرے خیال میں جناب ایم۔ایم۔احمد پہلے فنانشل ایکسپرٹ ہیں جنہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں پاکستان کے ایک نظریاتی مملکت ہونے کا واشگاف الفاظ میں اعلان کیا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ پاکستان کے قیام میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کو دخل تھا۔ انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کے ساتھ اس جذبہ کو از سر نو فروغ دیں جو قیام پاکستان کا باعث ہوا تھا...... جناب ایم۔ایم۔احمد نے ایک غیرت مند پاکستانی کی حیثیت سے اس چیلنج کو بھی قبول کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے جو بیرونی ملکوں کی طرف سے مشروط مالی امداد کی شکل میں پاکستان کے سر پر تلوار کی طرح لٹک رہا ہے...... ایم۔ایم۔احمد کا یہ اعلان پاکستان کے دشمنوں کے ناپاک منصوبوں پر بم بن کر گرے گا"۔

(م۔ش۔کی ڈائری مطبوعہ نوائے وقت ۲۹۔۶۔۷۱)

(ک)...... : بجٹ کے متعلق ماہرین کی رائے:

۱...... : راولپنڈی کے ایوان صنعت و تجارت کے صدر شیخ خورشید احمد نے کہا:

"یہ ایک حقیقت پسندانہ بجٹ ہے جس کا مطمح نظر ایک عادلانہ سوسائٹی ہے۔ اس کا مجموعی طور پر یہ اثر نکلے گا کہ قیمتوں میں اضافہ نہیں ہو گا جیسا کہ ڈر تھا"۔

۲...... : گورنمنٹ پاکستان کے سابق اقتصادی مشیر ڈاکٹر انور اقبال قریشی نے کہا:

"یہ بجٹ زبردست تعمیری غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ یہ رسمی قسم کا بجٹ نہیں...... انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ سب حالات کو پیش نظر رکھا جائے تو مسٹر ایم۔ایم۔احمد نے عمدہ کام کیا ہے"۔ (روزنامہ ڈان مورخہ ۲۸رجون ۱۹۷۱ء)

خدمت وطن جاری ہے

چند ماہ پیشتر پاکستان کے ممتاز قلمکار اور ہفت روزہ 'حرمت' کے ایڈیٹر انچیف جناب زاہد ملک نے واشنگٹن میں جناب ایم۔ایم۔احمد کا ایک خصوصی انٹرویو لیا جو 'حرمت' کی ۲۷ردسمبر ۱۹۹۶ء تا ۲رجنوری ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ تعارف کے طور پر جناب زاہد ملک رقمطراز ہیں۔ (ہفت روزہ حرمت صفحہ ۸)

"جناب ایم۔ایم۔احمد صدر محمد ایوب خان کے اہم ترین مشیروں میں سے تھے۔ ساٹھ کے عشرہ کے اوائل میں سیکرٹری تجارت اور سیکرٹری خزانہ بھی رہے۔ پھر صدر کے مالی امور کے مشیر مقرر ہوئے...... 74-1972 میں عالمی

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

اَلَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْاِيمَان

الحاج مولانا نذیر احمد صاحب علی

رئیس التبلیغ مغربی افریقہ

الحاج مولوی نذیر احمد علی صاحب حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ کے فرزند تھے۔ ۱۰؍ فروری ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے۔ آپ پہلی مرتبہ ۲۲؍ فروری ۱۹۲۹ء کو گولڈ کوسٹ (گھانا، مغربی افریقہ) تبلیغ اسلام کے لئے بھجوائے گئے جہاں مسلسل پانچ سال تک تبلیغی جہاد میں مصروف رہے اور ۱۵؍ مئی ۱۹۳۳ء کو قادیان تشریف لائے۔ ازاں بعد یکم فروری ۱۹۳۶ء کو دوبارہ گولڈ کوسٹ تشریف لے گئے۔

ڈیڑھ سال بعد حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات کے مطابق آپ سیرالیون میں نئے مشن کی بنیاد کے لئے ۱۰؍ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو گولڈ کوسٹ سے روانہ ہو کر ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو سیرالیون کے دارالحکومت فری ٹاؤن پہنچے۔ سیرالیون میں آپ نے مسلسل آٹھ سال تک شاندار تبلیغی خدمات سرانجام دیں اور باوجود شدید مخالفت کے احمدی جماعتوں میں غیر معمولی ترقی ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۲؍ فروری ۱۹۴۵ء کو آپ قادیان تشریف لائے تو حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کی سرفروشانہ اور مجاہدانہ خدمات کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے آپ کو ایک مجلس عرفان میں "کامیاب جرنیل" کے خطاب سے نوازا۔ اور جب آپ ۲۶؍ نومبر ۱۹۴۵ء کو عازم مغربی افریقہ ہوئے تو حضور نے آپ کو مغربی افریقہ کا رئیس التبلیغ نامزد کیا اور اعلان فرمایا کہ آئندہ آپ کا نام مولوی نذیر احمد علی ہوگا۔

آپ نے قادیان سے روانگی سے قبل ایک الوداعی تقریب میں فرمایا:

"آج ہم خدا تعالیٰ کے لئے جہاد کرنے اور اسلام کو مغربی افریقہ میں پھیلانے کے لئے جارہے ہیں۔ موت فوت انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ **ہم میں سے اگر کوئی فوت ہو جائے تو آپ لوگ یہ سمجھیں کہ دنیا کا کوئی دور دراز حصہ ہے جہاں تھوڑی سی زمین احمدیت کی ملکیت ہے۔ احمدی نوجوانوں کا فرض ہے کہ اس تک پہنچیں اور اس مقصد کو پورا کریں جس کی خاطر اس زمین پر ہم نے قبروں کی شکل میں قبضہ کیا ہوگا۔ پس ہماری قبروں کی طرف سے یہی مطالبہ ہوگا کہ اپنے بچوں کو ایسے رنگ میں ٹریننگ دیں کہ جس مقصد کے لئے ہماری جانیں صرف ہوئیں اسے وہ پورا کریں"۔**

اس دفعہ آپ کے ہمراہ تین اور مجاہد بھی تھے۔ یہ وفد ۲۶؍ فروری ۱۹۴۶ء کو فری ٹاؤن پہنچ گیا۔ مولانا نذیر احمد علی صاحب دوسرے مبلغین احمدیت کو سیرالیون میں متعین کر کے خود پورے مغربی افریقہ کی تبلیغی مہمات کا جائزہ لینے کے لئے ۱۹؍ ستمبر ۱۹۴۶ء کو گولڈ کوسٹ تشریف لے گئے اور اہم خدمات بجالانے کے بعد اپریل ۱۹۵۱ء میں ربوہ واپس تشریف لائے۔ اور کچھ عرصہ نہایت محنت، فرض شناسی اور عرق ریزی کے ساتھ جامعۃ المبشرین ربوہ میں پروفیسر کے فرائض سرانجام دینے کے بعد آخری بار ۱۱؍ اپریل ۱۹۵۴ء کو ربوہ سے سیرالیون پہنچے اور ایک لمبی علالت کے بعد سیرالیون کے شہر "بو" میں ۱۹؍ مئی ۱۹۵۵ء کو انتقال کر گئے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آپ سلسلہ احمدیہ کے چھٹے جانثار مجاہد اور مبلغ تھے

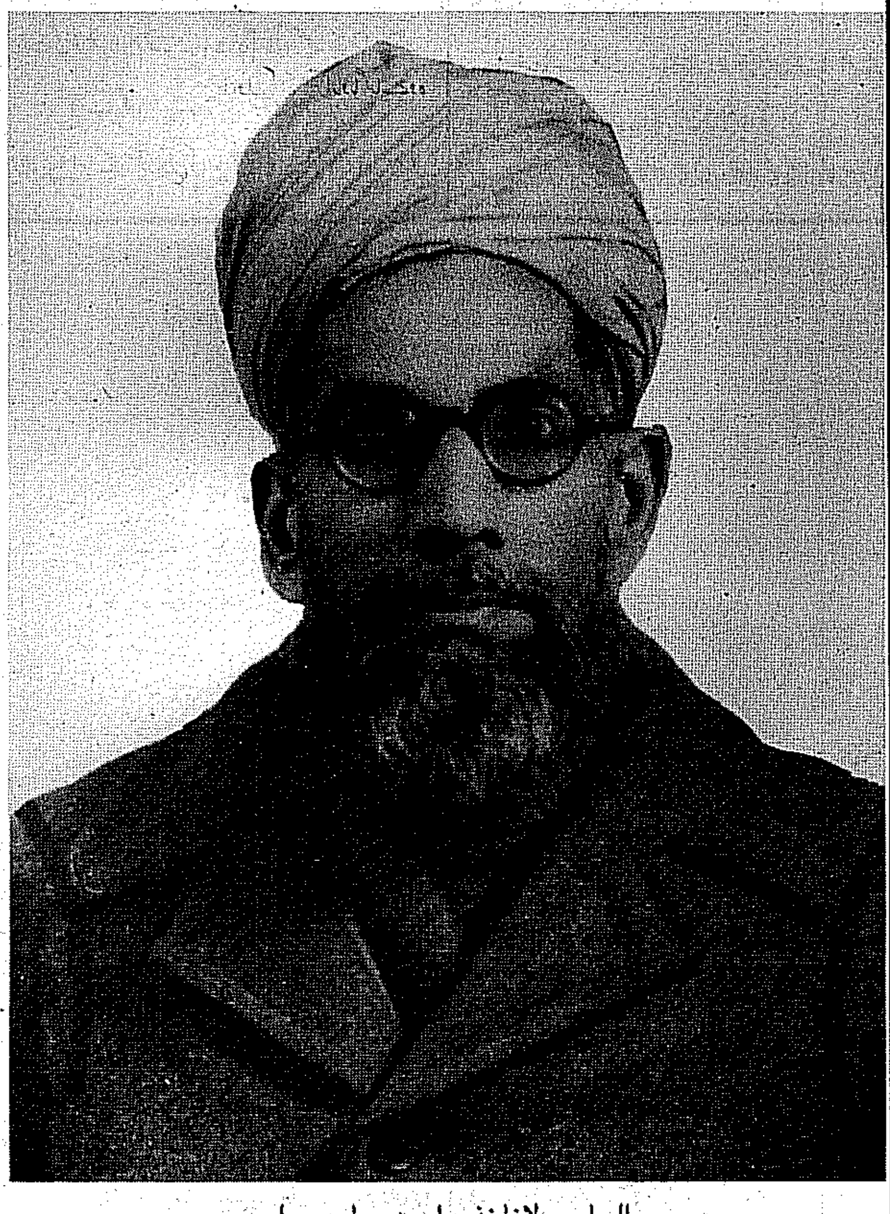

الحاج مولانا نذیر احمد صاحب علی

جنہوں نے بعہد خلافت ثانیہ ممالک غیر میں فریضہ تبلیغ بجا لاتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔ پہلے پانچ جانثار مبلغ یہ ہیں:

(۱)...... حضرت حافظ عبید اللہ صاحب،
ماریشس (۷؍ ستمبر ۱۹۲۳ء)

(۲)...... حضرت شاہزادہ عبدالمجید صاحب
ایران (۲۲؍ فروری ۱۹۲۸ء)

(۳)...... مولوی محمد دین صاحب۔ سابق مبلغ البانیہ۔ آپ بحری جہاز مشرقی افریقہ تشریف لے جارہے تھے کہ آپ کا جہاز ڈوب گیا۔ (۲۲؍ نومبر ۱۹۴۲ء)

(۴)...... مرزا منور احمد صاحب
مبلغ امریکہ (۱۵؍ ستمبر ۱۹۴۸ء)

(۵)...... حافظ جمال احمد صاحب
روز ہل ماریشس (۲۷؍ ستمبر ۱۹۴۹ء)

مولانا نذیر احمد علی صاحب کا مزار سیرالیون کے شہر "بو" کی ایک نہایت پر فضا جگہ پر واقع ہے۔

اس جانثار مجاہد کی یہ امتیازی شان ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے سفر مغربی افریقہ کے دوران ۱۱؍ مئی ۱۹۷۰ء کو آپ کے مزار پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور کے ہمراہ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہؒ، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر، مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری، امیر جماعت ہائے احمدیہ سیرالیون اور دیگر احباب جماعت بھی تھے۔ دعا کے وقت کا منظر نہایت ہی رقت آمیز تھا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔

مولوی نذیر احمد علی صاحب احمدیت کے ایک ایثار پیشہ، جانفروش اور مثالی مبلغ تھے اور آپ نے جس والہانہ انداز، جذبہ فدائیت اور روح اخلاص کے ساتھ مجاہدانہ خدمات سرانجام دیں اس کے نقوش اہل افریقہ اور مبلغین افریقہ کے قلوب پر ہمیشہ قائم رہیں گے۔ بالخصوص وہ مجاہدین احمدیت جنہیں آپ کی قیادت و رفاقت میں افریقہ میں اعلائے کلمہ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری کو سالہا سال تک آپ کی معیت میں کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"میں مارچ ۱۹۴۰ء میں سیرالیون بھجوایا گیا اور ۱۹۴۴ء کے آخر تک آپ کے ساتھ رہا۔ اس قریباً چالیس سال کی مدت میں سفر و حضر میں آپ کو نہایت قریب سے دیکھنے اور آپ کی سیرت کا گہرا مطالعہ کرنے کا میں نے موقعہ پایا۔ آپ کا سلوک مربیانہ اور برادرانہ پایا اور مجھے کبھی کوئی شکوہ پیدا نہیں ہوا۔ آپ جو بھی کام سپرد کرتے اس میں خود بھی حصہ لیتے تھے۔ ابتداء میں آپ میری پوری رہنمائی اور تربیت و اصلاح فرماتے رہے تا کہ آزادانہ طور پر کام سنبھالنے کے قابل ہو سکوں۔ تبلیغی جوش، سلسلہ کے لئے قربانی، ایثار، صبر و استقلال، غیرت دینی، خدا پرستی، توکل اور تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے آپ اُسوہ تھے۔ باقاعدہ تہجد گزار تھے۔ کبھی نماز اشراق بھی ادا کرتے تھے۔ سفر و حضر میں صبح کے وقت بلا ناغہ تلاوت قرآن مجید کرتے تھے۔ تلاوت نہایت بلند آواز سے خوش الحانی سے کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ "اِنَّ قُرآنَ الفَجرِ کَانَ مَشهُودًا" کے مطابق صبح کی تلاوت زیادہ باعث ثواب ہے۔ کھلی ہوا میں باآواز بلند تلاوت کرنے سے دوسروں کو بھی تحریک ہوتی ہے نیز صبح کی تازہ ہوا گلے اور پھیپھڑوں اور عام صحت کے لئے مفید ہے۔ سینکڑوں میل کے دورے ہم نے اکٹھے کئے۔ آپ ہر بستی میں داخل ہوتے وقت مسنون دعائیں پڑھتے اور بوقت ضرورت مسنون طریق پر استخارہ بھی کرتے تھے اور آپ مبلغین کو بھی تلقین کرتے تھے کہ کوئی اہم معاملہ بغیر استخارہ کے طے نہ کریں۔ آپ ماتحتوں سے نرمی کا سلوک کرتے اور عموماً ان کے کام کی تعریف کر کے ان کی ہمت افزائی کرتے تھے۔ لیکن مفاد سلسلہ کے پیش نظر بعض دفعہ آپ سختی ضروری سمجھتے۔ لیکن بعد میں نادم ہو کر اظہار معذرت کرتے اور استغفار کرتے تھے۔ آپ نے علوم دینیہ بچپن میں سبقاً سبقاً نہیں پڑھے تھے تاہم آپ قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ میں بہت دسترس رکھتے تھے اور عربی بخوبی بول سکتے تھے۔ اور عربی سیکھنے کے بہت شائق تھے۔ آپ علم دوست تھے مطالعہ کا شغف رکھتے تھے۔ کسی چھوٹے سے بھی حصول علم میں کوئی تردد نہیں کرتے تھے۔ آپ نے مجھ سے عربی ادب اور صرف و نحو پڑھی۔ آپ تفاسیر کا مطالعہ کر کے مشکل آیات کا حل تلاش کرتے اور نوٹ لیتے رہتے۔ اور زیادتی علم کی خاطر احباب سے تبادلہ خیالات بھی فرماتے۔ رمضان شریف میں درس قرآن کریم سن کر مستفید ہوتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف آپ کے پاس تھیں۔ آپ طبع اول کی کتب رکھنے کی کوشش کرتے اور کوئی نہ کوئی کتاب آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ آپ نے اپنی کتابوں کے صندوق کے ڈھکنے کے اندرونی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نظم "نونہالان جماعت" لگا رکھی تھی۔ اور جب بھی ٹرنک کھولتے اسے پڑھ کر گنگنانے لگتے۔ اس طرح حضور کی ہدایات ہمیشہ مستحضر رہتی تھیں۔ تبلیغی سفروں میں سامان کا قریباً 3/4 حصہ کتب پر مشتمل ہوتا تھا۔ خصوصاً ان کتب پر جن کی ضرورت تبلیغی گفتگو اور تقریروں میں ہوتی ہے۔ آپ کے فرزند مبارک احمد نذیر صاحب نے ایک بار توجہ دلائی کہ اس قدر زیادہ کتب ساتھ لے جا کر آپ بلاوجہ سفری مشکلات میں اضافہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی ضرورت کبھی کبھار پڑتی ہے۔ آپ نے کہا میرے عزیز کو ان کتب کی قدر و قیمت کیا معلوم۔ میں خدائی فوج کا سپاہی ہوں۔ اور یہ کتب سفر و حضر میں میرا بہترین اسلحہ اور مونس ہیں"۔

جناب مولوی نور محمد نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ تحریر فرماتے ہیں:

"آپ انتھک کام کرنے والوں میں سے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ ارد گرد کے تمام احباب کو ہر وقت کام ہی کرتے دیکھیں۔ ایک دفعہ ایک مبلغ کی ڈائری پڑھ کر آپ کو احساس ہوا کہ ضرورت سے کم کام کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے ایک پروگرام بنا کر واپسی ڈاک سے مجھے ارسال کر دیا کہ ان مبلغ صاحب سے اس پر عمل کروایا جائے۔ یہ پروگرام تہجد سے لے کر رات کے نو دس بجے تک کے لئے تھا اور اس دوران ورزش، نمازیں، تلاوت قرآن کریم، ناشتہ اور کھانا، تبلیغ و آرام وغیرہا ہر قسم کی باتیں درج تھیں۔ اس پروگرام کو دیکھ کر مجھے اس بات کا شدید احساس ہوا کہ آپ کو نہ صرف کام کی فکر تھی بلکہ کام کرنے والے کی صحت کا بھی از حد خیال تھا۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

تمام گناہوں کی جڑ، تین امور

تکبر۔ حرص۔ اور حسد

(عطاء اللہ کلیم۔ انچارج مبلغ، جرمنی)

اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت ﷺ کے اخلاق عالیہ کی تعریف میں "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيم" فرمایا تو آنحضرت ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں فرمایا: "بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الاَخلاَق" کہ میری بعثت کا مقصد یہ ہے کہ اخلاق عالیہ کی تکمیل کروں۔ چنانچہ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے جہاں آپ نے اپنے اسوہ حسنہ اور نیک نمونہ سے اخلاق فاضلہ قوم میں پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی وہاں آپ نے ان بنیادی امور کی بھی نشان دہی کی جو انسان کو گناہوں کے اتھاہ سمندر میں دھکیل دیتے ہیں اور اخلاق فاسدہ سے بچاؤ کے لئے دعائیں بھی سکھائیں تا ان دعاؤں کے ذریعہ لوگ اللہ کی رحمت کو جوش میں لاکر اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کر سکیں۔

اخلاق حسنہ کے حصول کے لئے یہ دعا سکھلائی:

'اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَ العِفَّةَ وَالاَمَانَةَ وَ حُسْنَ الخُلُقِ وَالرِّضٰى بِالقَدَرِ (مشکوٰۃ کتاب الدعوات)۔

یعنی اے اللہ میں تجھ سے صحت اور پاکدامنی اور امانت اور اخلاق حسنہ اور قضا و قدر پر راضی رہنے کی دعا کرتا ہوں۔

تو ساتھ ہی اخلاق فاسدہ سے نجات کے لئے یہ دعا سکھائی: 'اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوذُبِكَ مِن مُنكَرَات الاخلاق والاَعمَالِ و الاَهوَاءِ' (مشکوٰۃ کتاب الدعوات)

یعنی اے اللہ میں تیری پناہ اور حفاظت چاہتا ہوں برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان دونوں دعاؤں کو باقاعدگی سے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کی عادت بنالے۔

تاہم محض دعاؤں پر اکتفا کرنا اور رسول خدا ﷺ کے ارشادات کو پس پشت ڈالنے سے نہ ہم اخلاق فاسدہ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اخلاق حسنہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔

قرآن کریم نے ہمیں ایک اصول بتا دیا ہے جو نہ صرف مادی امور میں ہماری رہنمائی کرتا ہے بلکہ روحانی امور میں بھی ہمیں کامیابیوں سے ہمکنار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَ اَن لَيسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى. وَاَنَّ سَعيَه سَوفَ يُرٰى ثُمَّ يُجزٰهُ الجَزَاءَ الاَوفٰى﴾ (سورۃ النجم: 40-42) یعنی انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور انسان اپنی کوشش کا نتیجہ ضرور دیکھ لے گا اور اس کو پوری جزاء مل جائے گی۔

عنوان مضمون کے مطابق اب آنحضرت ﷺ کی وہ حدیث درج کی جاتی ہے جس میں آپ نے تین امور کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان النبی ﷺ قال ثلاث هن اصل كل خطيئة فاتقوهن واحذروهن. اياكم والكبر فان ابليس حمله الكبر على ان لا يسجد لأدم. واياكم والحرص فان ادم حمله الحرص على ان أكل من الشجرة. واياكم والحسد فان بنى آدم انما قتل احدهما صاحبه حسدا".

(مسلم کتاب البر والصلة)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین امور یا تین چیزیں وہ ہیں جو تمام گناہوں کی جڑ ہیں۔ پس ان تینوں سے بچو اور ان تینوں سے ہوشیار رہو۔ دیکھو تکبر سے بچو کیونکہ ابلیس کو تکبر ہی نے اس بات پر انگیخت کیا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ اور حرص سے بچو کیونکہ یہ حرص اور لالچ ہی تھا جس نے آدم علیہ السلام کو درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اکسایا۔ اور حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا۔

اس حدیث نبوی میں مذکور تین امور جن کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے ان کی وضاحت اور تشریح آیات قرآنی، احادیث نبوی اور تحریرات و ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درج کی جاتی ہے۔

پہلا امر جس کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے وہ تکبر ہے کیونکہ ابلیس نے تکبر کی وجہ ہی سے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔

چنانچہ قرآن کریم کی یہ آیات اس حقیقت کو یوں واضح کرتی ہیں:

﴿ولقد خلقنا كم ثم صورلكم ثم قلنا للملئكة اسجدوا لأدم فسجدوا الا ابليس . لم يكن من السٰجدين. قال ما منعك الا تسجد اذ امرتك. قال انا خير منه . خلقتنى من نار و خلقته من طين﴾ (سورۃ الاعراف)

اور ہم نے تمہیں پہلے مبہم شکل میں پیدا کیا تھا جس کے بعد تم کو تمہارے مناسب حال صورتیں بخشی تھیں پھر ملائکہ سے کہا تھا کہ آدم کی اطاعت کرو اس پر فرشتوں نے تو آدم کی اطاعت کی مگر ابلیس نے نہ کی۔ وہ اطاعت گزاروں میں سے نہیں تھا۔ اس پر خدا نے اس سے کہا کہ میرے حکم کے باوجود تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو اس آدم سے بہتر ہوں۔ تو نے میری فطرت میں آگ رکھی ہے اور اس کی فطرت میں گیلی مٹی کی صفت رکھی ہے۔

اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک بن جاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ نہ علم کے لحاظ سے، نہ دولت کے لحاظ سے، نہ وجاہت کے لحاظ سے، نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے۔ کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ کرے گا اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ معرفت جو جذبات کے مواد ردیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ شیطان نے بھی تکبر کیا تھا اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہہ دیا کہ "انا خير منه خلقتنى من نار و خلقته من طين"۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حضور مردود ہو گیا۔ اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا"۔

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۷۵، ۲۷۶)

اسی مضمون کو آپ اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں یوں بیان فرماتے ہیں:

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہانوں میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک مؤحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی مؤحد ہونے کا دم مارتا ہے مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا۔ اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا"۔

(آئینہ کمالات اسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی گہری نظر سے ان باتوں اور ان امور کو بھی تکبر میں شامل فرمایا ہے جن کے متعلق عام انسان کبھی وہم بھی نہیں کر سکتا کہ انہیں بھی تکبر میں شمار کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں۔ "......وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے نہیں سننا چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ......"۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۲، ۴۰۳)

پھر آپ کس درد بھرے دل سے فرماتے ہیں:

"خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کی زہر کو دور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے در حقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر یک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے......"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۴۴۵)

حضرت مسیح موعودؑ نے جو تکبر کو تمام شرارتوں کی جڑ قرار دیا اور تکبر کی باریکیوں سے بھی اجتناب کی نصیحت فرمائی ہے تو وہ بھی اپنے آقا اور مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث کی روشنی میں ہی فرمایا ہے کیونکہ حدیث نبوی ہے "لا يدخل الجنة من كان فى قلبه مثقال ذرة من الكبر" یعنی جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ کتاب الادب)

☆......☆......☆

دوسرا امر جس کو آنحضرت ﷺ نے تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا ہے وہ حرص اور لالچ ہے۔ آنحضرت ﷺ ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں: اگر ابن آدم (انسان) کو دو وادیاں مال کی بھری ہوئی بھی مل جائیں پھر بھی چاہے گا کہ تیسری وادی مال کی بھری ہوئی مل جائے۔ اور ابن آدم (انسان) کا پیٹ صرف (قبر کی) مٹی بھرے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع برحمت ہوتا ہے جو اس کے حضور توبہ کرتا ہے۔

حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے راستے میں مالی قربانیوں سے دریغ اور دعوۃ الی اللہ کے لئے وقت کی قربانی دینے میں کوتاہی کی وجہ بھی مال کی حرص ہی ہوتی ہے کہ انسان کی ضروریات ختم ہونے میں نہیں آتیں اور دنیاوی عیش و آرام کے حصول کے لئے رات دن کوشاں رہتا ہے۔ اور پھر جب یہ حرص بڑھتی ہے تو پھر ایسا انسان اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ یہ مال حلال طریق سے آرہا ہے یا حرام اور ناجائز طریق سے حاصل کیا جا رہا ہے۔ اور اس طرح یہ مال کی حرص انسان کو گناہوں پر مجبور کر دیتی ہے۔ تبھی تو آنحضرت ﷺ ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں:

"دو بھوکے بھیڑیے جن کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا خرابی اور فساد کا باعث نہیں بنتے جتنا ایک شخص کا مال کا حرص کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ اس کے دین کی خرابی اور فساد کا موجب ہے۔

(مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

☆......☆......☆

تیسرا امر جس کو آنحضرت ﷺ نے تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا وہ حسد ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا۔

عیدالاضحیہ یا بڑی عید پر مسلمان بھیڑ، بکرے، بچھڑے، گائے، دنبے یا اونٹ کی قربانی کرتے ہیں تو کیا ان قربانی کے جانوروں کا گوشت خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے یا ان جانوروں کا خون خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے؟۔ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ سورہ الحج میں بیان فرماتا ہے: "لَن يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَ لَا دِمَائُهَا وَلٰكِن يَنَالُهُ التَّقوٰى مِنكُم" یعنی یاد رکھو کہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تک نہیں پہنچتے لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اس خطرناک بیماری کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔ "اياكم والحسد فان الحسد ياكل الحسنات كما تاكل النار الحطب" (مشکوٰۃ کتاب الادب)۔ یعنی حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: "حسد انسان میں ایک بہت برا خلق ہے جو چاہتا ہے کہ ایک شخص سے ایک نعمت زائل ہو کر اسکو مل جائے۔ لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول میں یہ روا نہیں رکھتا کہ اس کمال میں اس کا کوئی شریک بھی ہو۔ پس در حقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ کی ہے جو اپنے تئیں ہمیشہ وحدہ لاشریک دیکھنا چاہتا ہے"۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۰)

الغرض ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت کو جہاں تمام گناہوں کی جڑ ان تین امور سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں ان تینوں امور سے بچا کر رکھے اور مکارم اخلاق سے متصف کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں- انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ہمراہ ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail کے ذریعے بھی ارسال کرسکتے ہیں:

mahmud@btinternet.com

مکرم حافظ ابوذر صاحب

مکرم حافظ ابوذر صاحب سابق معلم اصلاح وارشاد ضلع خوشاب کے ایک گاؤں میں قریباً ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۰ء میں ملک بہادر خان صاحب ہیڈ ماسٹر گروٹ کی دعوت پر قادیان جاکر قبول احمدیت کی سعادت پائی- اس وقت آپ درس قرآن دیا کرتے تھے- قبول احمدیت کے بعد آپ نے اپنے شاگردوں کو بھی دعوت الی اللہ دی چنانچہ تین شاگردوں نے قادیان جاکر احمدیت قبول کرلی- مکرم حافظ صاحب نے ۲۲ر نومبر ۹۷ء کو وفات پائی اور ساری عمر نذر داعی الی اللہ کے طور پر گزاری- آپ کی تبلیغ سے کئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا- آپ موصی بھی تھے- آپ کی تبلیغ سے ہی ۱۹۶۲ء میں قبول احمدیت کی سعادت پانے والے مکرم جہانگیر محمد جوئیہ صاحب امیر ضلع خوشاب ہیں جن کے قلم سے مکرم حافظ صاحب کے بارے میں ایک مختصر مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۹ر دسمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے-

----------☆----------☆----------☆----------

دو مخلصین کا ذکر خیر

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۱ر دسمبر ۹۷ء میں مکرم ملک رشید احمد صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ مسقط اور ان کے صاحبزادے مکرم ملک جمال احمد صاحب کا ذکر خیر مکرم ملک محمود احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے- دونوں باپ بیٹا چند سالوں کے وقفہ سے سر پر چوٹ لگنے کے حادثات میں زخمی ہوکر خدا کے حضور حاضر ہوئے-

مکرم ملک رشید احمد صاحب مسقط میں اپنی ڈیوٹی کے دوران ۲۴ر دسمبر ۸۷ء کو سیڑھی سے پھسل گئے اور چند روز بیہوش رہنے کے بعد یکم جنوری ۸۸ء کو وفات پائی- ۹ر جنوری کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی- حضور انور ایدہ اللہ نے ۸ر جنوری کو بعد نماز جمعہ جنازہ غائب پڑھایا اور مرحوم کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا "بہت ہی مخلص، پختہ جوانی کی عمر، مسقط کے امیر جماعت، بہت ہی مخلص، بہت اچھے کارکن، ایسا اچھا مالی نظام مستحکم کیا- باوجود بہت سی دقتوں کے ان کی رپورٹیں دیکھ کر بسا اوقات ان کے لئے دعا نکلتی تھی..... آپ کا کام ایک مثالی کام ہے- ملک رشید احمد صاحب کو خصوصی دعاؤں میں یاد رکھا جائے"-

مکرم ملک رشید احمد صاحب مرحوم نہایت نیک اور نماز تہجد کے پابند اور مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے- بیوت الحمد کی تعمیر کے لئے خصوصی معاون تحریک میں حصہ لیا- جب حضور انور نے مسجد بیت الہدیٰ آسٹریلیا کی تعمیر کی تحریک کی تو مرحوم نے اس میں گراں قدر عطیہ دیا- ایک مرحلہ پر جب حضور انور نے خرچ بڑھنے کی وجہ سے اضافہ کی تحریک کی تو مرحوم نے اتنی ہی رقم فوراً ادا کردی- جماعت احمدیہ مسقط کے چندہ جات میں سال کے آخر میں اگر کوئی کمی ہوتی تو فوراً اتنی ہی رقم جیب سے ادا کرتے کہ میں جماعت کو بقایاداروں میں شامل نہیں ہونے دوں گا- ربوہ میں بھی اپنے محلہ کی مسجد کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا- آپ کی وفات کے ٹھیک چھ سال بعد ۲۴ر دسمبر ۹۳ء کو آپ کے ایک صاحبزادے ملک جمال احمد صاحب ایک حادثے کے نتیجے میں سر پر چوٹ لگنے سے وفات پاگئے- عزیزم ربوہ کے ایک مخلص خادم اور خوبصورت و خوب سیرت تھے- خدام الاحمدیہ کی خاص طور پر خدمت کی توفیق پائی- آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کے بعد حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا "اس میں بھی کوئی خاص مشیت خداوندی ہے کہ باپ بیٹا ایک ہی دن، تاریخ، ماہ اور ایک ہی چوٹ سے فوت ہوئے"-

----------☆----------☆----------☆----------

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۱ر دسمبر ۹۷ء میں شائع شدہ مکرم انور ندیم علوی صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

وقت رخصت بھیگتی آنکھوں کے منظر دیکھنا
کتنے ہیں طوفان ان پلکوں کے اندر دیکھنا
ہر طرف تاروں کے جھمگھٹ، چاند ہے پھر بھی اداس
آج تم تصویر کے پہلو بدل کر دیکھنا

----------☆----------☆----------☆----------

ماہنامہ "الہدیٰ" آسٹریلیا نومبر ۹۷ء کی ایک خبر کے مطابق جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا تیسرے مرکز تبلیغ کا آغاز وکٹوریہ میں کردیا گیا ہے- مکرم قمر داؤد کھوکھر صاحب وہاں کے پہلے مشنری مقرر کئے گئے ہیں-

----------☆----------☆----------☆----------

ماہنامہ "اخبار احمدیہ" برطانیہ دسمبر ۹۷ء میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے تبلیغی مراکز کی فہرست شائع ہوئی ہے- ان سولہ مراکز کے نام درج ذیل ہیں:

مسجد فضل لندن، اسلام آباد (ٹلفورڈ)، بیت الفتوح (مارڈن)، ناصر ہال (جلنگھم)، دارالسلام (ساؤتھ آل)، بیت النور (ہنسلو)، بیت الشکور (آکسفورڈ)، بیت الاحد (ایسٹ لندن)، دارالبرکات (برمنگھم)، بیت الحمد (بریڈفورڈ)، بیت الصمد (ہڈرزفیلڈ)، دارالامان (مانچسٹر)، بیت الاکرام (لیسٹر)، مسجد بیت الرحمٰن (گلاسگو)، بیت السبحان (کرائیڈن)، بیت المعید (کیمبرج)-

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کا انٹرویو

روزنامہ "الفضل" کے پوسٹل انٹرویوز کے سلسلہ میں مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق امیر و مشنری انچارج امریکہ کا انٹرویو ۱۵ر دسمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے- مکرم شیخ صاحب اپنی ریٹائرمنٹ (مئی ۱۹۹۱ء) کے بعد سے جماعت احمدیہ امریکہ کے سیکرٹری مساجد فنڈ، افریقہ فنڈ و انڈیا فنڈ کے طور پر خدمت کی توفیق پارہے ہیں- مسجد بیت الرحمٰن واشنگٹن کی تعمیر کے لئے فنڈز اکٹھے کرنے کی خاص توفیق بھی آپ نے پائی- نیز ریٹائرمنٹ کے بعد کئی اہم کتب کا سواحیلی ترجمہ کرنے کی سعادت بھی آپ نے پائی جس میں حدیث کی مشہور کتاب "ریاض الصالحین" از حضرت امام نووی بھی شامل ہے جو سواحیلی میں ترجمہ ہونے والی حدیث کی پہلی کتاب ہے- دیگر تصانیف کے علاوہ آپ کو مشہور محقق اور مستشرق ٹائن بی کی تیرہ جلدوں پر مشتمل کتاب A Study of History میں اسلام پر کی جانے والی تنقید کا مدلل تاریخی حقائق کی روشنی میں جواب لکھنے کی بھی توفیق ملی ہے- نیز اخبارات و رسائل کیلئے بھی آپ نے بے شمار مضامین لکھے-

----------☆----------☆----------☆----------

جماعت احمدیہ نائیجیریا کے پندرہ روزہ "ٹرتھ" ۱۹ر دسمبر ۹۷ء کی ایک خبر کے مطابق احمدی طلبہ کے ایک گروپ نے نائیجیریا کی ایک فلور مل کی سیر کی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ دنیا کی تقریباً سب سے بڑی فلور مل ہے جس میں روزانہ ۳۴۰۰ میٹرک ٹن گندم پیس کر بیس ہزار تھیلے تیار کئے جاتے ہیں جبکہ اس مل کے ۹ ذیلی کارخانوں میں فی گھنٹہ ایک ہزار تھیلے تیار ہوتے ہیں- گندم کی زیادہ مقدار امریکہ سے درآمد کی جاتی ہے- گندم کا کوئی حصہ بھی ضائع نہیں کیا جاتا اور اس سے چھ مختلف اقسام کی اشیاء تیار کی جاتی ہیں-

----------☆----------☆----------☆----------

محترم ماسٹر یعقوب علی صاحب

محترم ماسٹر یعقوب علی صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے آپ کے فرزند مکرم منظور احمد صاحب درویش قادیان ہفت روزہ "بدر" قادیان ۶ر دسمبر ۹۷ء میں رقم طراز ہیں کہ محترم ماسٹر صاحب جنوری ۱۹۰۳ء میں گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے- مڈل تک تعلیم حاصل کرواکے آپ کو ریلوے میں ملازم کروادیا گیا لیکن آپ کو وہاں کا ماحول پسند نہ آیا چنانچہ جلد ہی ملازمت چھوڑ دی اور پھر ٹیچر ٹریننگ کا امتحان پاس کرکے بطور استاد ملازمت شروع کردی- آپ بہت پرہیزگار اور متقی تھے- سکول میں درس و تدریس کرتے اور گھر پر بھی قرآن کریم پڑھاتے- عاشق احمدیت تھے- ہر آمد پر پہلے چندہ ادا کرتے- چھوٹی عمر میں ہی وصیت کرنے کی توفیق پائی- آپ کی ایک بہن کے شوہر نے احمدیت چھوڑ دی تو آپ نے اس قدر غیرت کا مظاہرہ کیا کہ زندگی بھر اپنے بہنوئی سے نہیں ملے اور بہن سے بھی دور رہے- جماعتی طور پر جو بھی تحریک کی جاتی آپ گرمجوشی کے ساتھ لبیک کہتے- تحریک جدید کے دفتر اول کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے- ۴۷ء تک ہر سال جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے رہے اور مجلس مشاورت کا نمائندہ بن کر شرکت کرتے رہے- اپنی جماعت کے امام الصلوٰۃ اور خطیب رہے، صدر اور سیکرٹری مال کے فرائض بھی انجام دیتے رہے-

محترم ماسٹر صاحب کی خواہش تھی کہ آپ کی ساری اولاد خادم دین بنے- چنانچہ جب مضمون نگار نے مڈل پاس کیا تو آپ نے انہیں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کروادیا اور جب کئی سال بحیثیت مبلغ خدمات انجام دینے کے بعد مضمون نگار نے اپنی بعض شدید پریشانیوں کے باعث واپس وطن جاکر رہنے کا فیصلہ کیا اور اس بارے میں اپنے والد محترم کو خط لکھا تو محترم ماسٹر صاحب کا جواب آپ کے ایک سچے فدائی کا جواب تھا کہ "...... بے شک آجائیں، آکر زراعت کریں یا تجارت کریں مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا- جہاں چاہیں جائیں اور جہاں چاہیں رہیں میرے پاس آنے کی کوئی ضرورت نہیں......"- قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس وقت تک باپ بیٹے کو دین کی خاطر جدا ہوئے چودہ برس سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا-

محترم ماسٹر یعقوب علی صاحب نے ۲۴ر ستمبر ۹۷ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی-

----------☆----------☆----------☆----------

ہمیں موصول ہونے والے دیگر رسائل میں جماعت احمدیہ جنوبی افریقہ کا ماہنامہ "العصر" نومبر، دسمبر ۹۷ء، جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا ماہنامہ "الہدیٰ" دسمبر ۹۷ء، لجنہ اماء اللہ پاکستان کا ماہنامہ "مصباح" دسمبر ۹۷ء، جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کا فرانسیسی زبان میں شائع ہونے والا ماہنامہ "La Revue Des Religions" اور ہفت روزہ "بدر" قادیان کے بعض شمارے شامل ہیں-

----------☆----------☆----------☆----------

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ اور MTA پر نشر ہونے والی مجالس سوال و جواب اور پروگرام لقاء مع العرب کا انڈیکس فلاپی ڈسک پر

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے فرمودہ خطبات جمعہ 1982 تا 1997 کا انڈیکس اب فلاپی ڈسک پر دستیاب ہے-☆...... اسی طرح سوال و جواب کی مختلف مجالس کا انڈیکس بھی 1983 سے 1996 تک دو عدد فلاپی ڈسکس پر مہیا ہے-☆...... لقاء مع العرب میں پوچھے جانے والے سوالات کا انڈیکس بھی 1994 تا 1997 فلاپی ڈسک پر دستیاب ہے ان کی مدد سے آپ باسانی مطلوبہ کیسٹ تک پہنچ سکتے ہیں-

ان فلاپی ڈسکس کے حصول اور مزید معلومات کے لئے حسب ذیل پتہ پر براہ راست رابطہ کریں-

Incharge Audio/Vodeo Section
16. Gressenhall Road . London
SW18 5QL- UK

F0ZMAN FOODS
A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2, SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-553-3611

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

03/04/98 - 09/04/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.

For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

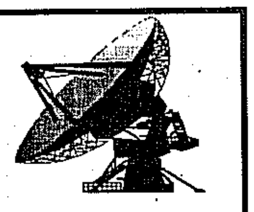

Friday 3rd April 1998
4 Zel Haj

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Sura Al-Baqara
01.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 204,
02.05 Quiz Programme - History of Ahmadiyyat, Part 33
02.35 Duree sameen Correct pronounciation of Nazm
03.10 Urdu Class - Lesson 209 , (R)
04.15 Learning Dutch - Lesson 11 pt2
04.50 Homoeopathy Class with Huzoor - Lesson 114 (R) Rec.16/10/95
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.35 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran -Sura Al-Baqara
07.20 From the Archives - Tabarrukat A talk about Maulana Abu ul Ata sahib
08:10 M.T.A Variety
09.25 Liqaa Ma'al Arab - Session 204,
10.30 Urdu Class - Lesson 209,
11.40 Computers for Everyone p53
12.10 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon, Live
14.05 Bengali Programme: Significance of Mubahila
14.30 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec.30/03/98
15.35 Friday Sermon ,03.04.98 (R)
16.50 Liqaa Ma'al Arab - Session no.385 Rec 31.03.98
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class - (New) Rec. 01/04/98
19.30 German Service:
20.40 Children's class no.72 part2
21.00 Medical Matters Host: Dr. Mujeeb ul Haq Guest: Dr. Mirza Ameen Baig sb.
21.40 Friday Sermon 03/04/98 (R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec.30/03/98

Saturday 4th April 1998
5 Zel Haj

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor - Class 72, Part 2
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (New) Rec.31/03/98
02.20 Friday Sermon 03/04/98 (R)
03.30 Urdu Class Rec.01/04/98
04.35 Computers For Everyone -Part 53 (R)
05.05 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec.30/03/98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.55 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor, Class 72, Part 2
07.25 Saraiki Programme Friday Sermon of 08/08/97 by Huzoor Saraiky tanslation
08.25 Medical Matters
08.55 Liqaa Ma'al Arab Rec.31/03/98
10.10 Urdu Class Rec.01/04/98
11.30 Documentary - Exhibition
12.00 Tilawat, News
12.30 Learning Swedish - Lesson 10
12.55 Indonesian Hour: Tilawat, Dars-e-Hadith, Seerat un Nabi, Dialogue
13.55 Bengali Programme: An Interview with Ameer sb., Islamic teachings
14.55 Children's Mulaqat with Huzoor- Rec 04.04.98
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec.01/04/98
17.10 Arabic programme: by Atfal ul Ahmadiyya Kababir
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.20 Urdu Class - New Rec.03/04/98
19.45 German Service: 1) Sports, 2) Der Diskussionskreis
20.45 Question & Answer Session Rec.22/03/98
22.30 Children's Mulaqat with Huzoor - New Rec.04/04/98 (R)
23.35 Learning Swedish - Lesson 10

Sunday 5th April 1998
6 Zel Haj

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.45 Children's Corner: Bait Bazi
01.10 Liqaa Ma'al Arab - 01.04.98(R)
02.15 Canadian Horizons - Q & A session with Huzoor in Canada Rec.25/06/97 final part
03.15 Urdu Class - New Rec.03/04/98
04.30 Learning Swedish - Lesson 10(R)
05.00 Children's Mulaqat with Huzoor - Rec 04.04.98 (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.40 Children's Corner: Bait Bazi
07.10 Friday Sermon - 03.04.98 (R)
08.15 Question & Answer Session, Rec.22/03/98
09.50 Liqaa Ma'al Arab - 01.04.98(R)
10.55 Urdu Class - Rec.03/04/98 (R)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese Lesson no.74
13.05 Indonesian Hour: Friday Sermon of 26/07/96 by Huzoor
14.05 Bengali Programme: Islami Hijab, more......
15.05 Mulaqat with Huzoor with English speaking friends Rec.05/04/98
16.10 Liqaa Ma'al Arab - Rec. 02/04/98 New
17.15 African Programme: Majlis-e-Irfan held in Africa part1 Rec.13/02/88
18.05 Tilawat ,Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class -Rec.04/04/98 New
19.45 German Service: 1) Zeit Zum Diskutieren, 2) Buch Gottes
20.45 Children's Corner - Children's workshop no.6
21.05 M.T.A Variety An Interview
21.45 Dars-ul-Quran (No.10) 1997 By Huzoor- Rec.21/01/97 Fazl Mosque , London
23.15 Learning Chinese Lesson no.74

Monday 6th April 1998
7 Zel haj

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner: Children's workshop no.6
01.00 Liqaa Ma'al Arab Rec.02/04/98
02.00 M.T.A U.S.A production Speech by Sahibzada M.M. Ahmad sb.
03.00 Urdu Class Rec.04/04/98
04.15 Learning Chinese Lesson no.74
04.50 Mulaqat With Huzoor with English Speaking Friends Rec.05/04/98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner - Children's workshop no.6
07.05 Dars-ul-Quran (No. 10) 1997 By Huzoor Rec.21/01/97 Fazl Mosque, London
08.35 Quiz Programme- Quran -e-Kareem No.7
09.00 Liqaa Ma'al Arab- Rec. 02.04.98(R)
10.05 Urdu Class Rec.04/04/98 (R)
11.10 Sports: Opening session of Khuddam ul Ahmadiyya sports
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian - Lesson 50
13.00 Indonesian Hour: Q & A session with Huzoor Indonesian translation
14.00 Bengali Programme - Welcome address by national Ameer sb., Ahmadiyya Beleif
15.05 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 115
16.10 Liqaa Ma'al Arab - Session no.205
17.15 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class - Lesson 210
19.30 German Service : Begegnug mit Huzoor, Mach Mit, Nazm
20.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 72, Part 2
21.05 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
21.50 M.T.A Variety Speech by Maulana Sultan Mahmood Anwar sb.
22.20 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 115 (R)
23.30 Learning Norwegian - Lesson 50

Tuesday 7th April 1998
8 Zel Haj

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 72, Part 2(R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - Session no.205
02.15 Sports: Opening session of Khuddam ul Ahmadiyya sports
03.05 Urdu Class Lesson 210
04.10 Learning Norwegian - Lesson 50
04.50 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 115
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor Class 72, Part2
07.15 Pushto Programme - Friday Sermon of 30/08/96 by Huzoor
08.20 Islamic Teachings
09.05 Liqaa Ma'al Arab - Session 205
10.10 Urdu Class - Lesson 210
11.15 Medical Matters: Thyriod
11.45 Documentary "Basti Rindah"
12.05 Tilawat, News
12.30 French Programme Revue de press No.
13.00 Indonesian Hour: Friday Sermon of 09/08/96 by Huzoor
14.00 Bengali Programme
15.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.07/04/98
16.05 Liqaa Ma'al Arab - Session no.206
17.10 Norwegian Programme
17.40 Eid programme (Norwegian)
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30 Urdu Class - Lesson 211,
19.50 German Service
20.50 Children's Corner :Correct Pronunciation of the Holy Quran Lesson no.30
21.40 Around The Globe - Hamari Kaenat No.118
22.05 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.07/04/98
23.10 Hikayat-e-Shereen (N)
23.25 French Programme

Wednesday 8th April 1998
9 Zel Haj

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson no.30
01.05 Liqaa Ma'al Arab No.206
02.10 Medical Matters
02.45 Urdu Class No.211
04.05 M.T.A Variety (Eid Milan)
04.45 Tarjumatul Quran Class Rec.07/04/98
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.35 Children's Corner: Eid Milan Programme (Saraiky)
07.05 Swahili Programme
08.0 Around The Globe -Hamari Kaenat No.118 (R)
08.25 M.T.A Variety Eid Milan
09.00 Liqaa Ma'al Arab No.206
10.30 Eid Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (LIVE)
11.35 Interviews from Eid Gah
12.05 Tilawat, News
12.35 A talk about "Haj"
13.10 Indonesian Hour:
14.00 Bengali Programme - Eid programme
15.00 Eid Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (Repeat)
16.05 Liqaa Ma'al Arab No.207
17.10 Eid programme
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
18.30 Urdu Class No.202
19.35 German Service
20.35 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.73 part1
21.05 Exhibition
21.45 Eid Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (Recording)
22.50 Eid programmes

Thursday 9th April 1998
10 Zel Haj

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.40 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.73 part1 (R)
01.10 Liqaa Ma'al Arab No.207
02.15 Eid Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (Recording)
03.20 Canadian programme "Zikre-Habib"
03.50 Urdu Class No.212 Rec.14/10/96 (R)
05.00 Tarjumatul Quran Class No. 60 with Huzoor
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.73 part1(R)
07.10 Sindhi Programme Muzakra Hamare Aqaid
07.45 Exhibition
08.20 Al-Maidah
08.55 Liqaa Ma'al Arab No.207
10.10 Urdu Class No.212
11.15 Quiz - History of Ahmadiyyat No.34
11.45 Durr-i-Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch Lesson no.11 part2
13.00 Indonesian Hour: Dars Malfoozat, Quiz
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class No.116 With Huzoor
16.05 Liqaa Ma'al Arab No.208
17.15 Bosnian Programme: Ahmadiyya Jammat as viewed by Bosnian Ahmadis
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30 Urdu Class No.213
19.35 German Service
20.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran No.31
21.0 Tabarrukaat speech by Mualana Jalal ud Din Shams sb.
21.45 Documentary Life and Times of Late Aftab Ahmad Khan sb.
22.17 Homoeopathy Class No.116 with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.25 Learning Dutch Lesson no.11 part2

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:
English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, April 3, 1998 No. 14

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

ظہور دجّال اور تلاش مہدی کی دلچسپ تحریک

روزنامہ "اساس" راولپنڈی کے "سیاست نامہ" کے قلمکار جناب اثر چوہان کے نام سید ضیاء القمر کا مکتوب اور اس کا جواب بعنوان "مہدی کی تلاش"۔ جناب چوہان صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"آج کے "سیاست نامہ" میں راولپنڈی کے سید ضیاء القمر کا خط اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

محترم اثر چوہان صاحب! السلام علیکم!

خیریت مطلوب۔ ۱۱ر ستمبر کے "اساس" میں سیاست نامہ بعنوان "مسیحا۔ نجات دہندہ یا مرد قلندر کا انتظار" پڑھا۔ اس میں حضرت امام مہدی کا ذکر تھا۔ سید انور محمود صاحب اور آپ کو امام مہدی کا انتظار ہے جبکہ مذہبی حلقے انتظار کر کر کے تھک چکے۔ اب وہ اس تھکاوٹ کو دور کرنے کے لئے ایک دوسرے کو ختم کرتے کرتے خود ختم ہو رہے ہیں۔ اگر اس صورت میں امام مہدی کا ظہور ہو بھی گیا تو **پندرھویں صدی کے مولوی حضرات یک زبان ہو کر حضرت مہدی کو فتووں کے وہ وہ تحائف دیں گے کہ الله کی پناہ!......... بالآخر حضرت امام مہدیؑ پر ایمان لانے والوں کی ایک جماعت بن جائیگی۔ وہی حقیقی جماعت اسلامی ہو گی۔** مذہبی و سیاسی جماعتیں اس سے خوفزدہ ہو جائیں گی۔ خوف سے بچنے کے لئے انہیں مہدی اور ان کی جماعت سے نبرد آزما ہونا پڑے گا۔ مہدی اور ان کے معتقدین قربانیاں دیں گے۔ بالآخر ایک انقلاب برپا ہو جائے گا۔ یہ تو آئندہ کی باتیں ہیں۔ چودھویں صدی میں امام مہدی کا انتظار عروج پر تھا۔ اب تو پندرھویں صدی کے بھی ۱۷ سال بیت چکے ہیں۔ لیکن امام مہدیؑ ہم تک نہیں پہنچے۔ لہذا اب مہدی کا انتظار کرنے کے بجائے ان کی تلاش کرنی چاہئے۔

اثر چوہان صاحب! مہدی کا ظہور ہو یا نہ ہو "دجال" کا خروج ہو چکا ہے۔ موجودہ زمانے میں دجال کے بارے میں احادیث پوری ہو رہی ہیں۔ عالم اسلام "دجال" کی گرفت میں آ چکا ہے۔ باقی دنیا بھی اس کے خوف سے کانپ رہی ہے۔ اس کے مقابل اٹھنے والوں کا انجام ہمارے سامنے ہے۔ اکیسویں صدی کے بچے کانے دجّال کی جماعت میں شامل ہوں یا نہ ہوں، بیسویں صدی کے بزرگ تک اس کے نظام کا حصہ بن چکے ہیں۔ بیسویں صدی انقلاب کی صدی تھی تو اکیسویں صدی "دجال" کے عروج اور خاتمے کی صدی ہو گی۔ پھر اسلام کا پرچم دنیا پر لہرائے گا۔

محترم چوہان صاحب! آئندہ صدی میں مہدی (اسلام) اور دجّال (کفر) کا زبردست معرکہ ہو گا۔ **اگر امت مسلمہ نشاۃ ثانیہ کی خواہش مند ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے اصلی دشمن دجّال کو پہچاننے میں غلطی نہ کرے۔** اگر غلطی سرزد ہو گی تو آئندہ ہر صدی کے بچے اپنے نصاب کی کتابوں میں ہمارے انجام کے بارے میں پڑھا کریں گے۔ مریض کو دوا مرض لاحق ہونے کے بعد ہی دی جاتی ہے۔ اب مرض لاحق ہو چکا ہے۔ "دجّال" کا خروج ہو چکا ہے اب تشخیص باقی ہے۔ دوا کا مرحلہ بعد میں آتا ہے۔ **لہذا ہر مکتب فکر کے مفکرین کو چاہئے کہ کفر کے اس عالمی نظام کو جس میں عالم اسلام پھنس چکا ہے "دجّال" قرار دے کر مہدی کے ظہور کے لئے دعائیں کریں تاکہ اس صدی کے آخر میں ہمیں مسیحا بھی نصیب ہو جائے ورنہ بغیر امام کے "دجّال" سے لڑنا پڑے گا۔**

اطاعت امیر بھی تو جہاد کا جزو ہے۔ "دجّال" کی خواہش ہے کہ عالم اسلام کا ہر فرد کٹتا چلا جائے۔ اگر اس کی خواہش پوری ہو گئی تو اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام کون لے گا؟ لہذا اپنی توانائیوں اور صلاحیتوں کو بچا کر "دجّال" کے خلاف بہترین تدبیر اختیار کرنی چاہئے۔ صبر سے کام لینا چاہئے اور اس وقت کا انتظار، جب دجالی نظام پر ضرب کاری لگائی جائے۔ ہمارے جذباتی رویے سے کانا "دجّال" فائدہ اٹھا رہا ہے، ہماری طاقت ضائع کر رہا ہے، ہماری دولت کو لوٹ رہا ہے۔ ہمیں خود کو آئندہ کے لئے بچانا ہے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے بچانا ہے۔

دجّال کا علاج ہنگامے، احتجاج یا دھرنے نہیں بلکہ دجالی نظام کو توڑنے کے لئے بھی ایک نظام چاہئے۔ یہ نظام اللہ کی تائید کے بغیر ممکن نہیں اور اللہ کی تائید ہی ہمیں "دجّال" کے یعنی امریکی نظام سے بچا سکتی ہے۔ آپ کو ایک کالم "مہدی کی تلاش" بھی لکھنا چاہئے۔......"

☆......☆......☆

محترم سید ضیاء القمر صاحب!

السلام علیکم۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

آپ کا خط دلچسپ اور بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کی بات درست ہے کہ "دجّال" کا خروج ہو چکا ہے۔ عالم اسلام "دجّال" کی گرفت میں آ چکا ہے اور باقی دنیا بھی اس کے خوف سے کانپ رہی ہے۔ میں نے ۲۹ر جنوری...... کو "سیاست نامہ" میں کانے دجال کے خروج کی طرف اشارہ کیا تھا۔ "صدر بش کے پتلے دفن کرنے کی تجویز" کے عنوان سے یہ کالم روزنامہ "پاکستان" لاہور میں شائع ہوا تھا۔ میں نے تجویز کیا تھا کہ صدر بش کے پتلے جلانے کے بجائے عیسائی عقیدت کے مطابق دفن کئے جائیں اور پاکستان میں امریکی صدر کے جو عقیدت منداپنے پتلے بھی ان کے پتلوں کے ساتھ دفن کرانا چاہیں انہیں بھی موقع دیا جائے۔ اس کالم کے چند اقتباسات حاضر ہیں:

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عیسائی امریکی صدر بش کے پتلوں کے ساتھ ان کے مسلمان دوستوں اور وفاداروں کے پتلے...... ایک ہی قبر میں دفن کرنا شرعی لحاظ سے جائز بھی ہو گا؟...... یہ ایک فقہی مسئلہ ہے جس پر عیسائی پادریوں اور علمائے اسلام کو ایک ہی جگہ اور ایک ہی میز پر...... مشترکہ اجتہاد کرنا ہو گا۔ قدرت نے ان دونوں (اہل کتاب) قوموں کو سنہری موقع فراہم کر دیا ہے۔ جب یہ دونوں قومیں شانہ بشانہ اور 'دل بہ دل'...... ایک مشترکہ دشمن عراق کے خلاف "اجتہاد" کر سکتی ہیں تو پھر ان کے مذہبی راہنما ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر "اجتہاد" کیوں نہیں کر سکتے؟ اگر یہ "اجتہاد" کامیاب رہے اور اس پر دونوں قوموں میں "اجماع امت" بھی ہو جائے تو آئندہ کے لئے دنیا میں مستقل قیام امن کے لئے تیسری (اہل کتاب) قوم کے ربیوں کو بھی عیسائی پادریوں اور علمائے اسلام کے ساتھ بٹھا کر نئے سرے سے "جہاد" کرا کے "اجماع امت" کرایا جائے۔ پھر پوری دنیا ایک ہی سپر پاور (بے شک مخالف لوگ اسے کانا دجال ہی کیوں نہ کہیں) کے زیر نگیں آ جائے گی۔ ......اس وقت تک کہ دنیا میں...... دوسری سپر پاور امام مہدی کا ظہور ہو اور وہ کانے دجال کی حکومت ختم کر کے خود اقتدار سنبھال لیں"۔

سید ضیاء القمر صاحب! **اس وقت پوری دنیا ایک ہی سپر پاور "کانے دجال" کے ماتحت ہے۔ دجالی نظام کسی چھوت چھات کی بیماری کی طرح پھیل رہا ہے لیکن عالم اسلام کو اس حقیقت کا ادراک نہیں اور اس کے بونے سیاست دان مل بھی جائیں تو "دجّالیت" کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ "دجّال" کو اسکے کیفر کردار تک تو حضرت امام مہدیؑ ہی پہنچائیں گے ہم ان کے ظہور کے لئے دعائیں تو مانگ سکتے ہیں لیکن انہیں تلاش نہیں کر سکتے۔** اس لئے کہ ان کا ظہور تو مقررہ وقت پر ہی ہو گا۔ اور یہ وقت اس وقت آئے گا جب "دجّال" کے ظلم و ستم کی انتہا ہو چکی ہو گی۔ ابھی انتہا نہیں ہوئی۔ بہر حال میں اور آپ اور ہم سب آج ہی سے حضرت مہدیؑ کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔ ہماری زندگی میں آ گئے تو ان کی زیارت کر لیں گے نہیں تو یہ سعادت ہماری آئندہ نسلوں کے حصے میں آ جائے گی۔ اگر یہ نسلیں "دجالی نظام" سے بچ گئیں تو!...... آپ کا مخلص، اثر چوہان

('اساس' ۲۱ر ستمبر ۱۹۹۷ء)

☆......☆......☆

مہدی امت کے خلاف مکفر علماء کی نئی چالبازیاں

شہنشاہ دو عالم خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے ہر مسلمان کو تاکیدی حکم دیا کہ جب خلیفۃ اللہ المہدی ظاہر ہو تو خواہ تمہیں گھٹنوں کے بل ہو کر برف سے بھی چل کر جانا پڑے تو اس کی بیعت کرنا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی)

پھر فرمایا جب زمین میں خلیفۃ اللہ کو دیکھو تو اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ خواہ تمہارا جسم لہولہان کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل مصری جلد ۵ صفحہ ۲۰۲)

علاوہ ازیں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اسے میری طرف سے سلام بھی پہنچانا۔ (کنزالعمال مطبوعہ بیروت جلد ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۳۵۰)

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور بعض دیگر مشاہیر اسلام نے اپنی اولادوں کو پرزور وصیت فرمائی کہ مہدی موعود کی خدمت میں ہمارا بھی رسول اللہ کی طرف سے سلام پہنچانا۔ حضرت سید احمد بریلوی (مجدد صدی سیزدہم) کے درباری شاعر مومن دہلوی کا پر کیف شعر ہے۔

زمانہ مہدی موعود کا پایا اگر مومن
تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرت کا

اس کے برعکس نام نہاد مذہبی زعماء کی ذہنیت ملاحظہ ہو کہ چودھویں صدی سے قبل یہ بتلایا کرتے تھے کہ مہدی و مسیح چودھویں صدی کے اول میں نمودار ہونگے۔ (ترجمان وہابیہ صفحہ ۴۲ از نواب صدیق حسن خان تالیف ۱۸۸۲ء) بلکہ ان کی تشریف آوری ۱۳۰۶ھ (۱۸۸۹ء) میں ہونے والی ہے (کواکب الدریۃ صفحہ ۱۵۵، مولانا سید حکیم محمد احسن صاحب رئیس امروہہ مطبوعہ ۱۲۹۱ھ (۱۸۷۴ء) سید المطابع امروہہ)۔

خدا کی شان ٹھیک ۱۳۰۶ھ میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا جس کے دو سال بعد حضرت مہدی موعود نے دنیا بھر میں اپنی آمد کا اعلان فرمایا جس پر مکفر علماء کے سرخیل مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت پیر سراج الحق نعمانی سے کہا:

"اگر مرزا کا قرآن سے دعویٰ ثابت ہو جائے تو میں ہرگز ماننے کا نہیں بلکہ قرآن کو چھوڑ دوں گا جو مرزا کے دعویٰ کو سچا کرے"۔ (تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۳۳۰ مؤلفہ حضرت پیر سراج الحق نعمانی، مطبوعہ قادیان، جون ۱۹۱۵ء)

اب ہم اس جبہ پوش طائفہ کی نئی شاطرانہ چالبازی کا تذکرہ کرتے ہیں جس کے تصور سے بھی ایک عاشق رسولؐ کا دل لرز جاتا ہے اور روح کانپ اٹھتی ہے۔ "حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی" نے عقیدہ مہدویت اور ظہور مہدی" کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا ہے جس میں ایک طرف یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ مسلمانوں میں ہزاروں اور لاکھوں مہدی گزر چکے ہیں پھر وہ ایک خیالی مہدی کے تصور میں سرگرداں ہوں تو اس سے بڑھ کر حیرت کا مقام کیا ہو گا۔ دوسری طرف نہایت گستاخی کے ساتھ مہدی کی طرف اشارہ کر کے اس خیال کا اظہار کیا کہ بہتر یہی ہے کہ

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔